مجلہ

بزمِ ادب

۱۹۹۴ء بمطابق ۱۴۱۴ھ

بزمِ ادب

جمعیت حکیمانِ (دہلی) کراچی۔

مُجلّہ

ملن

سنہ ۱۹۹۴ء

بمطابق سنہ ۱۴۱۴ھ

مجلس ادارت

ہمایوں صادق ______ مدیر و نگرانِ اعلیٰ

معاونین

مِعراج الدّین ______ مُحمّد فہد یوسُف

سُہیل ابرار ______ جمیل احمد

بزمِ ادب

جمعیت حکیمان (دہلی) رجسٹرڈ کراچی

پیغام

یہ امر باعثِ مسرت و اطمینان ہے کہ کارکنانِ بزمِ ادب اپنی سابقہ روایات کے مطابق مجلہ "ملن" شائع کر رہے ہیں اس قسم کی مطبوعات کا اہتمام کرنے کے لئے کتنی محنت شاقہ کی ضرورت ہوتی ہے اس کا اندازہ وہ ہی لوگ کر سکتے ہیں جن کو ایسے کاموں سے واسطہ پڑا ہو۔ قوم کے نوجوان برادری کی اساس اور اس کے شاندار ماضی سے بہت کم واقف ہیں۔ مناسب ہوگا کہ ان کی آگاہی کے لئے ایک رسالہ شائع کیا جائے جسمیں برادری کے مختلف خاندانوں کے شجرے اور بزرگوں کے حالات درج ہوں اس سلسلے میں ضروری مواد جمع کرنیکے لئے اِن افراد برادری کا اعانت درکار ہوگی جن کے پاس ایسی دستاویزات یا فوٹوگراف موجود ہوں نیاز مند نے سنہ 1952ء میں جناب شیخ محمد منصور (مرحوم) کی نگرانی میں "نشان راہ" کے نام ایک رسالہ مرتب کیا تھا جس میں برادری کے مختلف خاندانوں کے شجرے اور دیگر کوائف درج تھے۔ یہ رسالہ اس وقت کی مجلسِ انتظامی نے شائع کیا تھا۔ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ ایسی مطبوعات کی تجدید کی جائے۔ برادری کی موجودہ مجلسِ انتظامی نے حال ہی میں فیصلہ کیا ہے کہ یہ رسالہ جلد ہی شائع کیا جائے افراد برادری سے ضروری دستاویزات حاصل کرنے کے لئے سیکریٹری مجلسِ انتظامی کی طرف سے ایک اشتہار شائع کیا جا رہا ہے۔ اُمید ہے افراد برادری اس سلسلے میں تعاون فرمائیں گے۔

قابلِ مبارکباد ہیں کارکنانِ بزمِ ادب جو کم از کم سال میں ایک بار "ملن" کی اشاعت کا اہتمام کرتے ہیں۔ آخر میں میں کارکنانِ بزمِ ادب اور افرادِ برادری کی خدمت میں عید کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

محمد تقی

صدر مجلسِ انتظامی جمعیت حکیمانِ دہلی، کراچی

Scanned with CamScanner

حاضرینِ محفل کو خوش آمدید

عید کے پرمسرت موقع پہ

ہم افراد جمعیت حکیمان (دہلی) رجسٹرڈ کراچی

کی خدمت میں

دلی مبارک باد

پیش کرتے ہیں۔

منجانب

اراکین و مجلسِ منتظمہ بزمِ ادب

Scanned with CamScanner

مجلسِ ادارت

مدیر و نگرانِ اعلیٰ

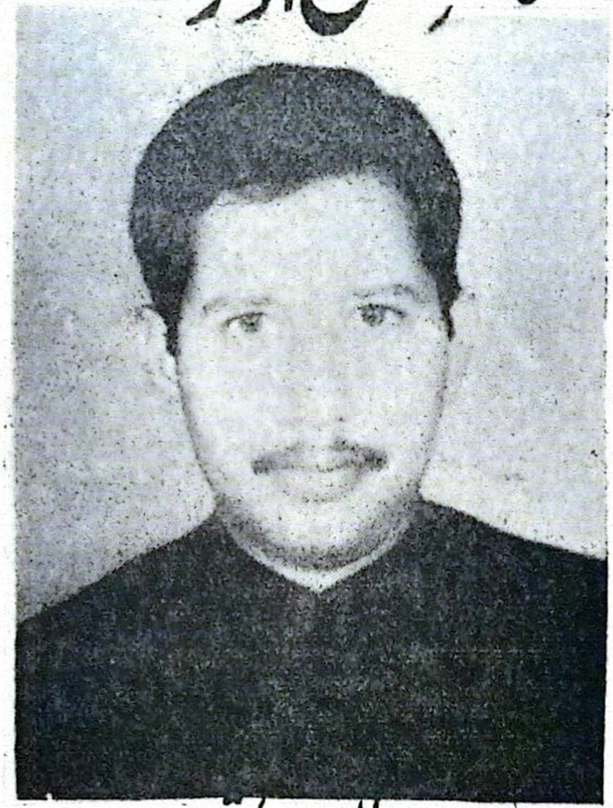

ہمایوں صادق

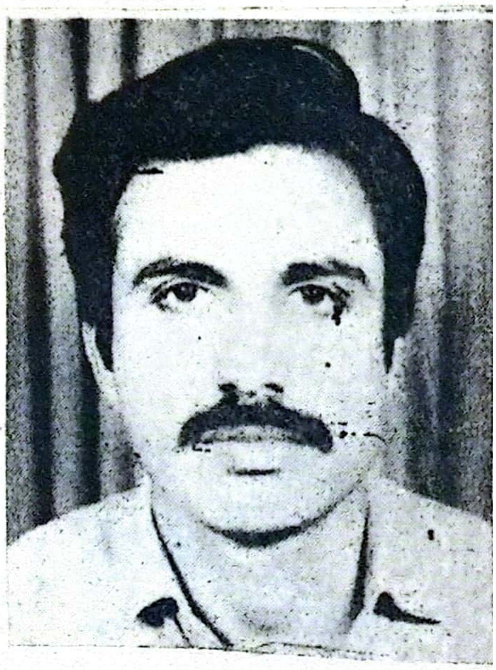

جمیل احمد

معراج الدین

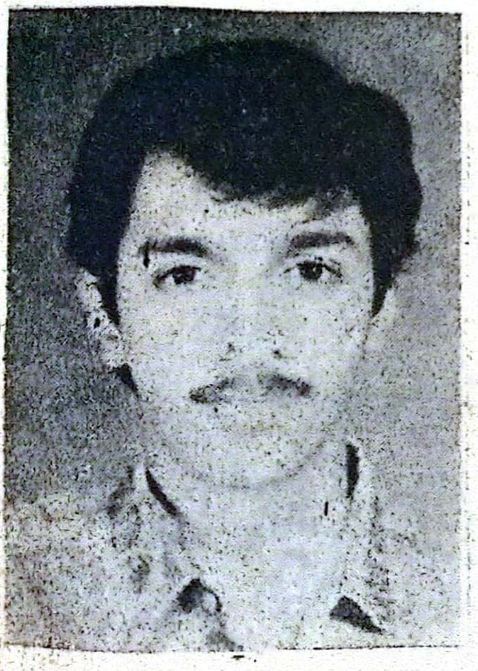

سہیل ابرار

اداریہ

قابلِ صد احترام بزرگوں اور عزیز ساتھیوں ۔ السّلام علیکم

سب سے پہلے تو میں آپ حاضرین بزم کی خدمت میں دلی عید مبارک پیش کرتا ہوں حسبِ روایت امسال بھی مجلّہ ملن آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ کسی بھی قوم کا آئینہ دار اس کا ادبی و قلمی سرمایہ ہوتا ہے۔ یہ قلمی سرمایہ انکی سرگرمیوں کی عکاسی کرنے کے ساتھ ساتھ اس قوم میں شعور پیدا کرتا ہے صحیح سمت کا تعین کرتا ہے غلطیوں، برائیوں کی نشان دہی کرتا ہے اور انکا حل تجویز کرتا ہے میری اور میرے رفقائے کار کی یہ کوشش رہی کہ مجلّہ ملن ان پر پورا اترے مجلّہ ملن بلا شک و شبہ جمعیت حکیمان (دہلی) کے ادبی، علمی، معلوماتی، تفریحی، سماجی سرگرمیوں کا آئینہ دار ہے ممکن ہے اسمیں کچھ غلطیاں ہوں۔ معیار بھی کسی باقاعدہ رسالے سے کم ہو سکتا ہے مگر یہ سب کچھ ناتجربے کار اور نوآموز افراد کی کاوشوں کا نتیجہ ہے امید ہے غلطیاں درگزر فرمائیں گے مجلّہ ملن افراد جمعیت کی ادبی و قلمی صلاحیتوں کے ابلاغ کا ذریعہ ہے۔ یہ نوجوانوں کو ایک ایسا ابتدائی پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے جسکو استعمال کرکے یہ نوجوان اپنی صلاحیتوں کو پرکھ کر اور نکھار کر ادبی افق پر اپنا نام روشناس کرا سکتے ہیں۔

اس مجلّہ کے اجراء کے لئے قلمی تعاون کے ساتھ ساتھ مالی تعاون بصورت اشتہار ضروری ہوتا ہے یہ اشتہارات کسی بھی رسالے کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ در حقیقت رکھتے ہیں۔ در حقیقت ان مشتہرین حضرات کے تعاون کی بدولت یہ مجلّہ آج آپکے ہاتھوں میں ہے۔ میں اپنی اور اپنے رفقائے کار کی اور آپ سب خواتین و حضرات کی جانب سے مشتہرین حضرات کا مشکور ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اسی طرح یہ حضرات آئندہ بھی سرپرستی فرماتے رہیں گے۔

آخر میں اپنے ساتھیوں کا خصوصی طور پر جناب معراج الدین۔ سہیل ابرار۔ کا خصوصی طور پر مشکور ہوں۔ جنہوں نے اپنے قیمتی وقت میں سے چند لمحے نکال کر ہماری اعانت فرمائیں۔

آخر میں آپ سب خواتین و حضرات کو ایک مرتبہ پھر عید مبارک۔

شکریہ

لٹریری سکریٹری : ہمایوں صادق (مدیر و نگرانِ اعلیٰ)

Scanned with CamScanner

مجلس منتظمہ برائے بزم ادب ۱۹۹۴ء

محمد اقبال
صدر

اقبال احمد نائب صدر

آصف اشتیاق جنرل سیکریٹری

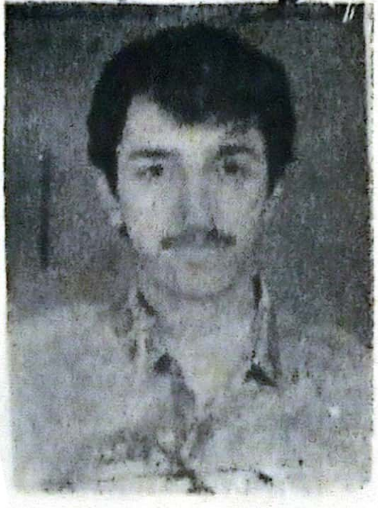

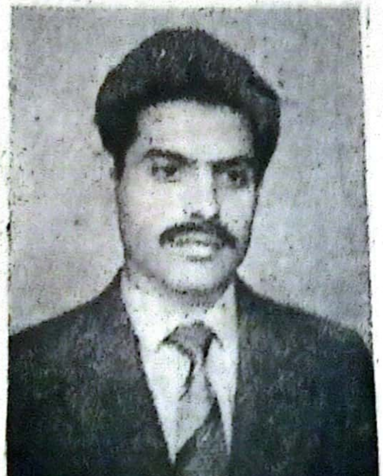

شہزاد پرویز سوشل سیکریٹری

Scanned with CamScanner

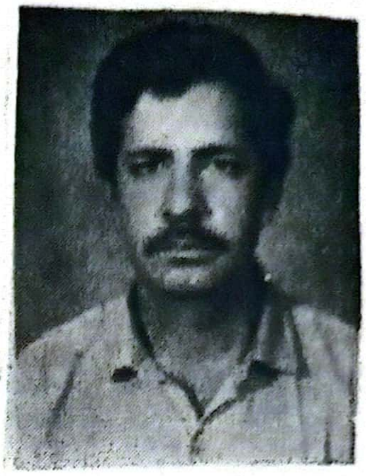

محمد نبیل اختر فریدی
جوائنٹ سیکرٹری

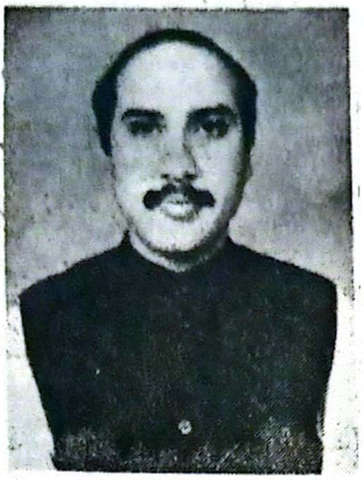

محمد امتیاز
خازن

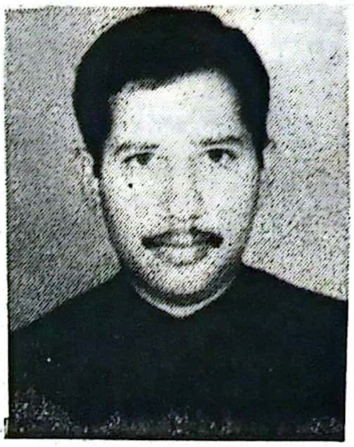

ہمایوں صادق
لٹریری سیکرٹری

پروگرام سیکرٹری

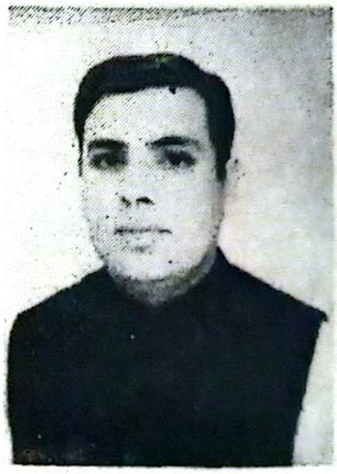

عمران سبحان

پروپیگنڈہ سیکرٹری

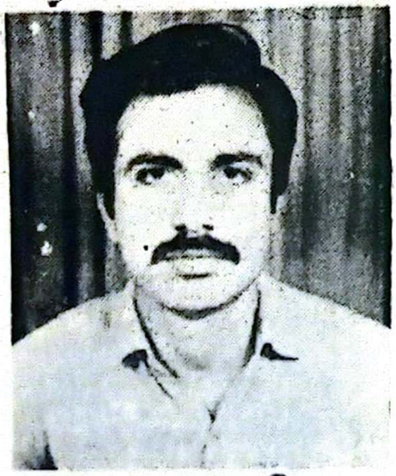

جمیل احمد

خطبۂ صدارت

محمد اقبال
صدرِ بزمِ ادب

معزز خواتین و حضرات! السلام علیکم

سب سے پہلے تو میں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جانب سے عید کی دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور بحضورِ خدا دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کی ایسی کئی عیدیں نصیب فرمائے آمین! گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی بزمِ ادب کی محفل سجائی گئی اور بحیثیت صدر میرا انتخاب کیا گیا۔ بزمِ ادب ہماری برادری کی ایک ایسی تاریخ ساز روایت بن چکی ہے جس کی افادیت سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ اس کی افادیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ پہلے ایک مخصوص اور محدود برادری جو کہ جمعیت حکیماں دہلی کے نام سے کہلاتی جاتی تھی اور بہت محدود ہی حدود میں بزمِ ادب منعقد ہوتی تھی، اور آج اس کا یہ عالم ہے کہ ہمیں کئی جگہ انتظامی معاملات میں کشمکش و پیچ کا شکار ہونا پڑا کہ اتنے لوگوں کو کیسے ایک بہترین منظم اور باادب تقریب لوگوں کے سامنے پیش کی جائے۔ اس معاملے میں میرے رفقاء کارداد و تحسین کے مستحق ہیں، جن کی بھرپور صلاحیت اس پروگرام کو بہتر سے بہتر بنانے میں صرف ہوئی اب اس کا فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے کہ میں اور میرے رفقاء کار اس میں کہاں تک کامیاب ہوئے۔

میں سرپرستِ اعلیٰ کی اجازت سے اعلیٰ مجلس انتظامیہ کی خدمت میں چند گذارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ کہ بزمِ ادب ایک آزاد ادارہ ہے اور اسی کی تمام تر خدمات محض برادری کے لیے ہی مخصوص ہوتی ہے اور اس میں سے کوئی شخص بھی ذاتی استفادہ نہیں حاصل کرتا، بلکہ یہ ادارہ برادری کی ایک ایسی روایت کو پروان چڑھاتا ہے جس کی بنیاد اس برادری کے ایسے لوگوں نے ہی رکھی تھی جو آج ہمارے بزرگ ہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے وہ ایک وقت جب بزمِ ادب کے لیے کی کابینا موجود میں نہیں آئی تو چند بزرگوں نے مخصوص لوگوں کو چیلنج دیا کہ اس سال بزمِ ادب انعقادِ ادب کی ذمے داری ہے جبکہ ا ایک ایڈہاک کمیٹی کی تشکیل کردی، اور ایک مختصر سا عرصہ اس تقریب کو منعقد کرنے کے لیے دیا۔ اور ہم نے وہ چیلنج بخوشی قبول کرتے ہوئے اپنی اس روایت کو ٹوٹنے نہیں دیا۔ اور پھر آج جبکہ یہ نوجوان خلوص دل سے برادری کی اس روایت کو جاری رکھنے کی کوشش کئے ہوئے ہیں تو چاہیئے کہ ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

آج کا دور جدید سائنس کا دور ہے، انسان بڑی تیزی سے ترقی کی منزلیں طے کرتا ہوا، کہاں تک پہنچ گیا ہے، مگر ہماری برادری جو کہ ایک ترقی یافتہ برادری کہلانے کا حق رکھتی ہے اور اس میں ایسے ایسے گوہر نایاب ہیں جن پر برادری فخر کرسکتی ہے۔ اس برادری کا ایک یہ عمل بھی قابلِ فخر ہے کہ ہمارے نوجوان اپنے بزرگوں کا احترام اب بھی اسی طرح کرتے ہیں۔ اور ایسے ہی چند نوجوان آپ کے سامنے ہیں، انھیں نوجوانوں کی کاوشوں کا یہ نتیجہ "بزمِ ادب" جنہوں نے رمضان المبارک کے مہینے میں اپنی انتھک محنت سے اس پروگرام کے انعقاد کا بیڑہ اٹھایا۔ آج کا دور کمیونیکیشن اور میڈیا کی دوڑ میں لوگ آج کہاں سے

Scanned with CamScanner

کہاں پہنچ گئے ہیں۔ پھر یہ نوجوان مبارک باد کے مستحق ہیں جنھوں نے اپنے بزرگوں کے احترام کی پاس داری رکھتے ہوئے جدید دور کے تقاضوں کو بھی پورا کرتے ہوئے ایک ایسا چھوٹا ہمارنگ پروگراموں کا گدستہ اہلِ برادری کی خدمت میں پیش کیا۔ اِسی طرح ہمارا ایک مرحلہ مجلّہ کی تیاری کا تھا، جس میں ہم نے اور ہمارے رفقاء کار نے بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ تک پہنچایا۔ اس میں ~~میں~~ اُن معاونین کا بھی انتہائی شکر گذار ہوں۔

جناب ہمایوں صادق۔ لٹریری سکریٹری۔ جناب معراج الدین۔ سہیل ابرار رحیل احمد جن کی محنت سے اور کوششوں سے یہ مجلہ تیار ہوا۔ اور روایت بھی برقرار رہی، آخر میں میں اپنے اُن معاونین کا بھی انتہائی شکر گذار ہوں جن کے مالی تعاون سے ہم اس منزل تک پہنچے، خاص کر برادری کے وہ لوگ جن لوگوں نے تحائف کی صورت میں ہمارے اُن ننھے فنکاروں کی حوصلہ افزائی فرمائی جن کی آنکھیں بزم ادب کے پروگرام اور عید کے دن کی منتظر رہتی ہیں۔ اور آخر میں آپ لوگوں کو ایک بار پھر عید کی دِلی مبارک باد دیتے ہوئے اجازت چاہوں گا،

خداحافظ ــ پاکستان زندہ باد

محمدی انٹرپرائزز کی جانب سے اہلِ برادری کو عید مبارک

جدید ٹیکنالوجی سے نئی مشینوں پر تیار کردہ

شونبرگ کی معیاری مصنوعات پر اسرار کیجئے

تھنر، بنیزول، ایسٹر، پلیٹ گم، کوٹنگ، ایچنگ ڈولپر، لیکر، ویسی انک کے علاوہ ہمارے ہاں آفسٹ کی انک اور پروسیسنگ کا اور فلم کا کیمیکل بھی دستیاب ہے۔ ربڑ، رولر اور ربڑ کی دیگر مصنوعات بھی تیار کیجاتی ہیں اسکے علاوہ لیٹر پریس کا مکمل سامان ڈائی کٹنگ کا سامان نیز اعلیٰ کوالٹی کا پرنٹنگ ٹائپ بھی دستیاب ہے۔

محمدی انٹرپرائزز آر۔ بی 49/11 عبدالحکیم خان روڈ آف ٹیمپل روڈ رتن تلاؤ
نزد لال بلڈنگ پریڈی تھانہ کراچی۔ فون: 7770888-7771888

Scanned with CamScanner

بزمِ ادب ۱۹۹۳ء کی تصویری جھلکیاں

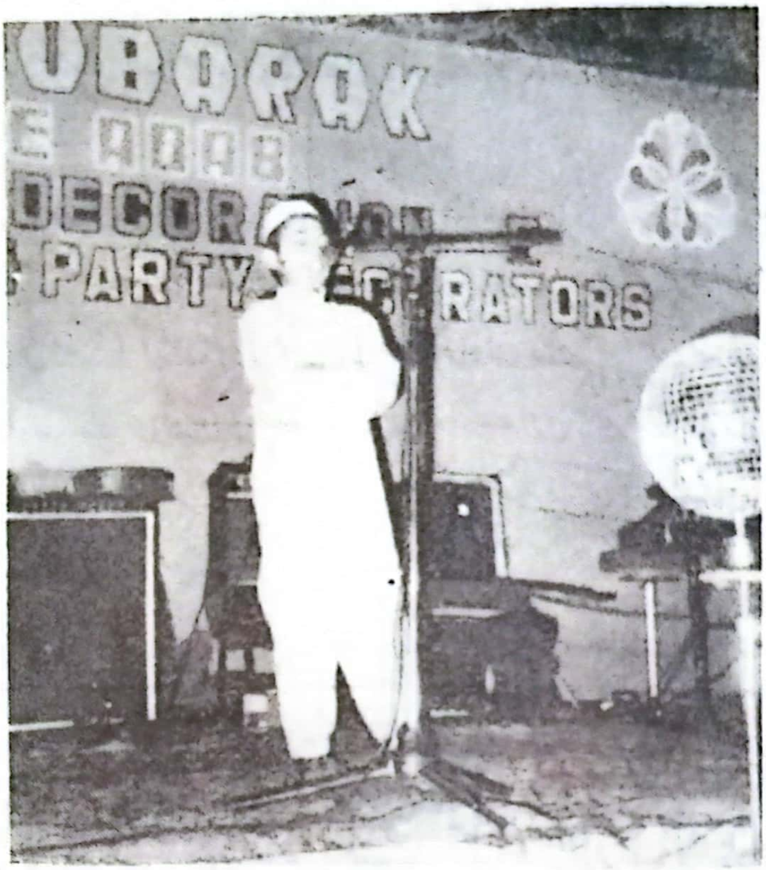

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner
CamScanner

عکسِ بزم

قرأت :— حافظ محمد عمیر ، توصیف اشتیاق ۔

نعت :— طیبہ نفیس ۔ حنا ذاکر ۔ ثوبیہ اظہر ۔ سائمہ بقائی ۔ مہرین نعیم ۔
صبا مزمل ۔ ثمینہ جاوید ۔

نظم :— سائرہ انیس ۔ سمیرہ نور ۔ سمعہ انیس ۔ نازیہ انیس ۔ رابعہ نفیس ۔ عبید شہزاد
صادقہ ضیاء ۔ انعم جاوید ۔ اسامہ محمود ۔ ذیشان بلال ۔ عسکا ذکائی ۔ صبا مزمل
حرا بقائی ۔ ادیبہ تنویر ۔ مہرین احمد ۔ فرحین احمد ۔ فواد احمد ۔

دُعا ٹیبلو اور اسلامی سال کے بارہ مہینے — ثوبیہ اظہر ۔ اُمیمہ بلال ۔ جویریہ سنبل ۔ حبیبہ مونس ۔ عمیرا اظہر
ہما یوسف ۔ ثنا یوسف ۔ صدرہ ذکائی ۔ اویس ۔ افرا حبیب ۔ کامل
ماریہ ثمرین ۔ منیبہ فرحین ۔ حفصہ نگیں ۔

ویلکم :— محمد معیز ۔ انعم منصور ۔ عدیلہ شاہد ۔ ثوبیہ منصور ۔ مریم منصور ۔ اسامہ محمود
سعاد نفیس ۔ حرا کنول ۔ اسرار اقبال ۔ فہد منصور ۔ بلال متین ۔ عسکا ذکائی
عمارہ شاد بقائی ۔ مہوش محمود ۔ وجیہہ جاوید ۔ سعدیہ بقائی ۔ مہرین نور محمد ۔
فواد نور محمد ۔ جویریہ سنبل ۔ امیمہ بلال ۔ ماریہ ثمرین ۔ صدرہ ذکائی ۔ حبیبہ مونس
منیبہ زرین ۔ حفصہ نگین ۔ انعم منصور ۔ ندا متین ، خا متین ۔

ڈرامہ گونگی بیوی :— ثنا محمود ۔ ہما یوسف ۔ طارق جمیل

" ساس کا روزہ :— صائمہ بقائی ۔ ثنا محمود ۔ حمیرہ نقی ۔

رنگ ہی رنگ ، بزمِ ادب کے سنگ

میوزیکل پروگرام :— اختر وسیم ۔ حسن جہانگیر ۔ سلیم دانش ۔ آفتاب عالم ۔ شیر ضیاء اور دیگر

Scanned with CamScanner
CamScanner

جائزہ

معزّزین خواتین و حضرات
خوش آمدید و عید مبارک

سب سے پہلے میں تمام حاضرینِ محفل افرادِ جمعیت کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور عید کی ان خوشیوں میں ان تمام افرادِ جمعیت کے لیے بھی دُعاگو ہوں جو آج ہم میں نہیں ہیں۔

آپ تمام حضرات سے بھی ان تمام مرحومین کے لیے مغفرت کی دُعاؤں کی گذارش کرتا ہوں۔

الحمدللہ، اللہ کے کرم سے بحیثیت جنرل سیکرٹری میں آپ کے سامنے سالِ رواں بزمِ ادب کی روداد پیش کر رہا ہوں۔

بزمِ ادب برائے سال ۱۹۹۴ء کے سالانہ انتخابات کو قومی ہال میں منعقد ہوئے جس میں تلاوتِ کلام پاک کے بعد سابقہ جنرل سیکرٹری جناب نبیل اختر نے گذشتہ سال کی کارروائی پیش کی اور سابقہ حسابات کی حاضرینِ محفل سے منظوری لی گئی۔

جناب مظہر اختر فریدی صاحب کا نام بحیثیت الیکشن آفیسر تجویز کیا گیا۔ جسے تمام حاضر نے منظور کیا۔ الیکشن آفیسر کے تقرّر کے بعد سابقہ مجلسِ منتظمہ بزمِ ادب سُبکدوش ہو گئی۔

جناب مظہر اختر صاحب نے کارروائی مکمّل کرنے کے بعد مندرجہ ذیل مجلسِ منتظمہ بزمِ ادب برائے سال ۱۹۹۴ء کا انتخاب عمل میں آیا۔

(۱) محمد اقبال صدر
(۲) اقبال احمد شیخ نائب صدر
(۳) محمد آصف جنرل سیکرٹری
(۴) نبیل اختر فریدی جوائنٹ سیکرٹری
(۵) محمد عمران پروگرام سکریٹری
(۶) شہزاد سوشل 〃
(۷) محمد امتیاز خازن
(۸) ہمایوں صادق لٹریری سیکرٹری
(۹) جمیل احمد پروپیگنڈہ 〃

Scanned with CamScanner CamScanner

نو منتخب مجلسِ منتظمہ کا پہلا اجلاس قومی ہال میں منعقد ہوا جس میں ان تمام اچھے پہلوؤں پر غور کیا گیا۔
جو کہ پروگرام منتخب کرنے میں ساز گار ثابت ہوں۔

مجلسِ منتظمہ کا دوسرا اجلاس اقبال احمد شیخ کے گھر پر منعقد ہوا۔ جس میں ان عطیات کی وصولیابی
احمد شیخ کے گھر پر منعقد ہوا، جس میں ان عطیات کی وصولیابی ۱۲ فروری سے شروع کرنے اور مجلہ ملن کی
معاونت کے لیے جناب سراج الدین صاحب، جناب جمیل احمد صاحب، جناب فہد یوسف کا نام تجویز کیا گیا۔
جو کہ متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔

بزم ادب کا تیسرا اجلاس جناب نبیل اختر کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا جس میں عطیات کی وصولیابی
کا جائزہ لیا گیا، اور ان حضرات کی نشان دہی کی گئی جو کہ وصولی سے باقی تھے۔ اور مجلہ ملن کی بہتر بنانے اور مجلہ
کو ادبی اور دلچسپ بنانے کے لیے سب سے انفرادی کوشش کے لیے کہا گیا۔ اس اجلاس میں ایک رائے
منظور کی گئی کہ جو افراد جمعیت نو بجے سے پہلے پروگرام میں شریک ہوں گے ان کو بذریعہ قرعہ اندازی انعام دیئے
جائیں گے۔

مجلسِ منتظمہ کا چوتھا اجلاس جناب شہزاد پیرویتہ کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا۔ جس میں پروگرام کے
بجٹ کے بارے میں غور کیا گیا۔ ۔اس
اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ اشیاءِ خورد و نوش کم سے کم نرخ اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں افراد جمعیت
کو فراہم کی جائے اور اس کا خسارہ بزم ادب پورا کرے گی۔ بچوں کی دلچسپی کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے یہ
طے کیا گیا کہ بچوں کو زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کئے جاسکیں، اس کی مختلف مواقعوں پر بچوں کی
پریکٹس کرائی گئی اور مورخہ ۱۳ مارچ کو بچوں کو بوستانِ حکیمان پر مدعو کیا۔ جس میں بچوں نے بھرپور حصہ لیا۔
اس کے علاوہ مختلف اوقات میں ہماری پوری مجلس منتظمہ اپنی پوری صلاحیتوں کو استعمال کرتی رہی
مجلس منتظمہ کے علاوہ ہمارے معاونین بھی ہماری مدد کرتے رہے، ہماری مجلسِ منتظمہ کے اراکین مالی تعاون کے لئے افراد
جمعیت کے پاس جاتے رہے۔

مجلسِ منتظمہ کا ان تمام کاروائی کا مقصد افراد جمعیت کو ایک بہترین موقع فراہم کرنا ہے جس سے وہ مختصر
وقت میں ملاقات اور تفریح دونوں سے لطف اندوز ہوسکیں۔

بزم ادب کا انعقاد ایک بہت اچھی روایت ہے جس سے ہم ایک وقت میں اپنے افرادِ جمعیت سے عید
مل لیتے ہیں، جن سے ملنا عام زندگی میں کافی مشکل ہوتا ہے۔ ملنے کے ساتھ ساتھ اس بزم سے ہمارا سر فخر سے
اونچا ہو جاتا ہے کہ شاید ہی کوئی ایسی جگہ ہو۔ جہاں پر اتنا بڑا اجتماع منعقد ہوتا ہو۔

Scanned with CamScanner

ہماری تمام مجلس منتظمہ اپنی پوری صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے پورے ماہِ صیام میں اپنی پوری جانفشانی سے اس پروگرام کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کرتی ہے ہم اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوئے اس کا فیصلہ آپ پروگرام دیکھ کر کریں، بے شک ہمارے پروگرام میں کچھ کوتاہیاں بھی ہوں گی جس کی اصلاح کے لیے ہم آپ سے اچھی توقعات رکھتے ہیں۔ آخر میں میں ان تمام افراد کا بیحد ممنون ہوں جنہوں نے اپنے مشوروں سے نوازا اور ان کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے ہماری مالی معاونت اور تحائف کے سلسلے میں ہماری مدد کی۔

شکریہ

محمد آصف

جنرل سیکریٹری

With Best Compliments From

IQBAL AHMED SHEIKH

Assistant Manager

Deals in Marine / Fire / Yellow cabs / Cars Insurances

Special Discount Offers For Home Insurance, Shop Owners & Personal Accident Policies

Adamjee Insurance Co. Ltd.

Jodia Bazar Branch,
1st Floor Suleman Centre,
Hazrat Usman Ghani Street,
Jodia Bazar
Karachi.

Pager No.	:	9222 - 4559025
Phone Office	:	223091 - 5 Lines
Fax No.	:	92-91 - 2417235
Phone Res	:	4947004

ہم سب کو سایۂ دامانِ مصطفیٰ چاہیئے

سبین فضل

آج کی دُنیا سے سکون وچین عاری ہے۔ بدامنی کا دور ہے ہماری صفوں میں انتشار ہے ۔ یہ بڑی بد نصیبی کی بات ہے کہ ہم نے آج کے اس دور میں سائنس میں تو اتنی ترقی کرلی لیکن اخلاقی طور پر دوالیہ ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کا انسان مُفاد پرست ہوگیا ہے اس نے اسلامی اصولوں کو بالائے طاق رکھ دیا ہے، حرص وحوس میں مبتلا ہزاروں الجھنوں میں پھنسا ہوا ہے اور بے شمار پریشانیاں ہیں، جن کو دور کرنے کی صورت نظر نہیں آتی، لیکن سوال یہ ہے کہ یہ پریشانی کوئی نئی نہیں ہے، انسان کا واسطہ ان سے پڑتا رہتا ہے، اور امکانی کوششوں سے ان پریشانیوں سے نکلنے کی کوشش کی ہیں۔

اگر ہم آج سے چودہ سو سال سے پہلے عرب کی تاریخ کا جائزہ لیں تو وہاں بھی تاریکی کا دور دورہ تھا۔ قبائلِ عرب ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے، ایسے میں حضورؐ بیمار ذہنوں کے لیے سایۂ رحمت ثابت ہوئے۔ آپ نے تیس سالوں میں عرب کے منتشر معاشرے کو اسلامی اتحاد کی لڑی میں پرو دیا۔ دورِ حاضر میں سب سے اہم مسئلہ معاشی ہے، یا تنا ہی اس کا حل آج تک کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔ اس کا واحد طریقہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قرآن وسنّت کی پیروی کی جائے کیونکہ آنحضرتؐ کی سیاسی زندگی کا ہر گوشہ روشن ہے اس کے مقابلے میں علم السیاسیات کی ساری کتابیں ہیچ ہیں اگر ہم حضورؐ کے نقشِ قدم پر چلیں تو ہماری مشکلات آسان ہوسکتی ہیں ۔۔۔ ؎

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

اسلام ایک اجتماعی دین ہے جو ایک صالح تنظیم پیدا کرتا ہے۔ صوتی زندگی بسر کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں لوگوں کے عقائد، اعمال، اخلاق، غرض ہر طرح کی زندگی کی اصلاح کے لئے آئے تھے۔ چنانچہ آپ کی تعلیم کی بنیاد کلمۂ توحید اور اس نظام کی تربیت نماز پر مشتمل ہے لیکن آج اگر ہم سے غفلت برت رہے ہیں تو اس کی وجہ یہی ہے کہ ہمارے قرآن مجید کو بالائے طاق رکھ دیا ہے، ہم صرف کلمہ پڑھ لینے سے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں ؎

لقب اس کا باقی ہے صرف اس قدر یاں
کہ گنتے ہیں اپنے کو ہم بھی مسلماں

اس کے برعکس، ہمیں چاہیئے کہ ہم قرآن وسُنّت کی پیروی کریں۔ اس اسلامی ریاست کے

Scanned with CamScanner

بنیاد، مساوات، اور عدل و انصاف پر مبنی تھی۔ اس کا نمایاں ثبوت کلمۂ توحید ہے جس میں اللہ کو واحد معبود تسلیم کرکے، انسان کو غلامی سے نجات دلائی۔ جس کی وجہ سے مسلمان رنگ و نسل زبان اور ذات پات یا قبائل تعصّب کی ہر بندش سے آزاد ہوگئے۔ لیکن آج اگر ہم اسلامی نظام کا نعرہ لگاتے ہیں، اگر یہاں عدل ہے تو وہ بگڑا ہوا، انصاف مہیا نہیں ہے۔ ہر شخص اپنے مفاد کی خاطر دوسروں سے سبقت لے جانے پر تلا ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم اسلام و سنّت کی پیروی نہیں کررہے، ہمیں چاہیئے کہ ہم رسولِ کریم ؐ کی پیروی اور اطاعت کریں۔ آج بھی اگر ہم صحیح معنوں میں اسلامی زندگی کو اپنائیں تو ہماری مادی اور روحانی زندگی پُرامن ہوسکتی ہے۔ ہماری اساس و معاشی، اخلاقی زندگی کا واحد ذریعہ اتباعِ سنّت ہے اور اگر ہم امن و سکون اور چین سے زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو ہمیں اسلامی معاشرے میں پناہ لینی ہوگی۔ ایک اسلامی معاشرہ قائم کرنا ہوگا۔ اور اس کے لیے ہم کو ہی پہل کرنی ہوگی، اور ہمارے لیے چاہیں موروثی مسلمان بننے کے بجائے عملی مسلمان بننے کی ضرورت ہے۔

٭

سابقہ ایم آئی جنرل اسٹور

بسم اللہ ورائٹی اسٹور

ہمارے یہاں ہر قسم کے بنیان انڈر ویئر رومال تولیے اعلیٰ کوالٹی ٹائیوں کے سیٹ۔ بیلٹ۔ پرفیوم۔ کاسمیٹکس کا سامان دستیاب ہے۔ اس کے علاوہ عمدہ کوالٹی کے دھاگے۔ زری گوٹہ بھی دستیاب ہے

پروپرائٹر: محمد شہزاد

پتہ:۔ پہلی چورنگی ناظم آباد نزد چورنگی ڈرگ اسٹور کراچی۔

"نسخۂ کیمیا"

اہلیہ حافظ محمد اظہار

ایک دفعہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ بصرہ کے ایک کوچہ میں سے گزر رہے تھے۔ ایک نوجوان عبادت گزار بھی آپ کا گزر ایک طبیب کے مطلب سے ہوا۔ جسے دوا لینے والے مردوں اور عورتوں نے گھیر رکھا تھا نوجوان بھی حکیم کے پاس گیا اور دریافت کیا کہ آپ کے پاس گناہوں کو مٹانے اور دل کے روگوں سے شفا حاصل کرنے کی دوا ہے؟
طبیب نے کہا! ہاں ہے نوجوان نے عرض کیا۔ مجھے ایسی دوا بتا دیجئے۔
اس پر طبیب نے یہ نسخہ تجویز کیا۔

۱۔ فقر اور تواضع کے درختوں کی جڑیں۔
۲۔ توبہ کے ہڑلے کر ۳۔ رضا کے ہاون میں ڈال کر ۴۔ قناعت کے دستہ کے ساتھ خوب باریک پیس لیں۔ ۵۔ پھر انہیں تقویٰ اور پرہیزگاری کی دیگچی میں ڈال کر
۶۔ اوپر حیا اور شرم کا پانی ڈال کر ۷۔ محبتِ الٰہی کی آنچ پر جوش دیں۔ ۸۔ پھر اس جوشاندے کو لے کر شکر کے پیالے میں ڈال دیں ۹۔ اور رجاء و امید کے پنکھے سے ٹھنڈا کر ۱۰۔ اور حمد کے چمچے سے پی۔ اگر ان دس اجزاء والے نسخہ کا تم نے استعمال کیا تو دنیا و آخرت کی سب بیماریوں اور تکلیفوں سے نجات پاؤ گے۔

۳۔ پانچ اندھیرے اور انکے چراغ

حافظ ابن حجرؒ نے منبہات میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے نقل کیا ہے کہ اندھیرے پانچ ہیں اور پانچ ہی ان کے چراغ ہیں۔

۱۔ دنیا اندھیرا ہے جسکا چراغ تقویٰ ہے۔
۲۔ گناہ اندھیرا ہے جسکا چراغ توبہ ہے۔
۳۔ قبر اندھیرا ہے جسکا چراغ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" ہے۔
۴۔ آخرت اندھیرا ہے جسکا چراغ نیک عمل ہے۔
۵۔ پل صراط اندھیرا ہے جسکا چراغ یقین ہے۔

Scanned with CamScanner

آج کا مُسلمان

موجودہ دور میں جس سے آج کل ہم گزر رہے ہیں اس دور یا زمانے کو اگر میں یہ کہوں کہ یہ دور ایک شیطانی دور ہے تو میرے خیال سے آپ بھی اتفاق کریں گے اسی لیے یہ کہ چاروں سمت سے آنے والی لہریں ہمیں کہاں بہا کر لے جا رہی ہیں، یہ تو سوچنے کی فرصت ہی نہیں ہمارے پاس!

آج کل ہم سب کا حال تو کچھ اس قسم کا ہے۔ ہم من چاہے مُسلمان اور من چاہے مذہب کے مالک ہیں۔ اگر آپ بال برابر بھی کسی کو یہ کرید کر دیکھیں تو فوراً سامنے سے جواب ملتا ہے کہ الحمد اللہ ہم تو مُسلمان ہیں اور نبی کے ماننے والے ہیں۔ ارے میرے بھائی و بہنوں ہمیں آپ کے اس جوابی اقرار سے ذرا برابر بھی انکار نہیں۔ لیکن ذرا تو سوچئے کہ ہم نے اقرار تو صرف اور صرف زبان سے ہی کیا ہے لیکن میرے نبی نے تو اقرار کے ساتھ ساتھ عمل کا میدان بھی جیت کر دکھایا ہے۔ اب سوچنا تو یہ ہے میرے برادر کہ عمل کے میدان میں ہم کتنے پانی میں ہیں۔ اب ہم لوگ کچھ دیر کے لئے اپنے حال کی طرف چلتے ہیں۔ ناراض نہ ہوئیے گا ہم سب کا حال کچھ ملتا جلتا ایسا ہی ہے۔

جب گھر میں ہمارے کوئی بچہ یا بچی کی ولادت ہوتی ہے۔ خوشی کا یہ عالم ہوتا ہے۔ دادا۔ دادی، نانا، نانی، پھپھا، پھپھی، چچا، چچی غرض کہ خالائیں وغیرہ وغیرہ۔ گھر کے بڑوں سے لے کر چھوٹے بچے بھی خوشی میں مگن رہتے ہیں، اور خوش ہونے کی بات بھی ہے۔ خوشی کے اس موقعے کے درمیان آجاتا ہے ایک مرحلہ نام کا۔ گھر کے ہر فرد سے پوچھا جاتا ہے، خالہ تم بتاؤ۔ چچی آپ نام بتائیں۔ مُمانی آپ ہی نام بتادیں۔ غرض سب سے نام پتا کئے جاتے ہیں، پھر کوئی ایک نیا اور اچھا سا نام بچے کا رکھ دیا جاتا ہے جب کہ اس ننھے سے مہمان کو یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ اس کو دوسری دُنیا میں قدم رکھنے کے بعد یہ کھیل تماشا کیسا ہو رہا ہے کوئی نفتی نام رکھتا ہے کوئی شفتی نام رکھتا ہے اور کوئی ندیم نام رکھتا ہے غرض یہ کہ اس طرح نام کا دور ختم ہو جاتا ہے، اس کے بعد کا مرحلہ آتا ہے کہ بچے کے اسکول کا اس میں بھی آپس میں دوڑ لگائی جاتی ہے دیکھیں کون اور کہاں تک بازی لے جاتا ہے، فلاں خالہ کا بیٹا تو فلاں اسکول میں پڑھتا ہے، ہم بھی اپنے بیٹے کو اسی اسکول میں داخل کریں گے اس دوڑ کو جیتنے کے لیے اس کی جیب اجازت دے یا نہ دے، اس دوڑ میں کامیابی حاصل کرنی ہے، اور فلاں کا بچہ ایک بس بدل کر اسکول جاتا ہے

تو میرا بچہ دولسیں بدل کر جاتا ہے، میرا بچہ تو خالص انگلش میڈیم اسکول میں جاتا ہے۔ جہاں وہ الف سے اللہ کے بجائے ڈبی فور ڈیڈی میم فور ممی اور ایچ فور ہائے اور اس کے بعد کے فور کِگ سیکھ کر فارغ ہوتا ہے۔

یہاں اسکول والے بھی اپنی دوکان چمکانے کے لیے معصوم بچّہ کے کاندھے پر کتابوں کے بوجھ کے ساتھ ساتھ یونیفارم کا بوجھ بھی ڈال دیتے ہیں، من چاہی دوکان کے سلیپ والدین کے ہاتھوں میں دے دیئے جاتے ہیں چاہے وہ دوکان شہر کے آخری سرے پر ہی کیوں نہ ہو، سال کے ہر ماہ کوئی نہ کوئی کلڑوے متو اگر اس طرح اپنے اسکول کا اسٹینڈرڈ قائم رکھتے ہیں، اور اس طرح والدین بھی یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمارا بچّہ تو بڑے اسٹینڈرڈ اسکول میں زیر تعلیم ہے۔

تیسرا مرحلہ آتا ہے والدین کے سامنے بچّہ کی سال بھر کی کارکردگی یعنی سالانہ رپورٹ کا۔ اگر بچّہ خُدا نہ کرے فیل ہو جاتا ہے تو والدہ جو اپنے پیارے بیٹے کو خیر باد کہہ کر بِہار مُنہ بچّے کو یونیفارم تبدیل کرانے اور اُس کو ناشتہ کرانے میں لگ جاتی ہیں پھر والد آنکھوں میں بھری نیند سے اُٹھ کر اپنی موٹر سائیکل پر بچّے کو اسکول چھوڑ کر آنے اور اسکول کی فیس کا بوجھ اپنے کاندھے پر اُٹھائے اپنے فرائض منصب انجام دیتا ہے پھر دوپہر کو والدہ اپنے گھر کے تمام کام چھوڑ کر، یا نمٹا کر بچّہ کو اسکول سے لے کر آتی ہیں۔ غرض یہ کہ ہر ایک کے اپنے کردار پر پانی پھر جاتا ہے اگر بچّہ خُدا نہ کرے فیل ہو جائے اور اگر یہ بچّہ پاس ہو گیا تو بچّہ کو طرح طرح کے گفٹ دے کر اس کو خوش کر دیا جاتا ہے اب سوچنے والی بات یہ ہے کہ بچّے نے دُنیاوی تعلیم تو اچھے نمبروں سے حاصل کر لی، لیکن دینی تعلیم کہاں تک حاصل کی اس کا کوئی حساب کسی والد کو رکھنے کی فرصت نہیں ہوتی۔ خادم کا مشاہدہ ہے کہ اگر بچّہ انگلش یا میتھ میں فیل یا کم نمبر حاصل کرتا ہے تو اُس کے لئے بڑا سے بڑا ٹیچر کا انتظام، اور ساتھ میں بچّے کو بھی آئندہ سال اچھے نمبر حاصل کرنے کے لئے تاکید کی جاتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس اگر بچّہ دینیات جیسے دینی پرچے میں فیل یا کم نمبر حاصل کرتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ خیر کوئی بات نہیں، یہ تو اسپیشل سب جیکٹ تھا۔

میرے بھائیوں اور بہنوں اس موڑ پر ہمیں انصاف کی بے حد ضرورت ہے اگر دیکھنے میں آتا ہے کہ انگلش یا میتھ کے ٹیچر کو ڈرائنگ میں بٹھا کر چائے بسکٹ سے خاطر کی جاتی ہے اور ان کی فیس بھی صرف اس لیے ماہ کے پہلے ہفتے میں دے دی جاتی ہے کہ کہیں ماسٹر صاحب بچّے کو پڑھانے سے انکار نہ کر دیں۔

اس کے برعکس قرآنی تعلیم کے لیے مولوی صاحب کو ایک عدد چادر یا دری دے دی جاتی ہے اور بچّے کی والدہ تاکید کر دیتی ہیں کہ مولوی صاحب بچّے کو مارنے کی ضرورت نہیں، بس صرف پندرہ منٹ پڑھا دیں

دیکھیے بچے کو ویڈیو گیم کھیلنے جانا ہے اپنے دوستوں کے ساتھ۔

واہ رے واہ آج کا مسلمان اور اس کی راہیں میرے عزیز بھائیوں اور بہنوں ہمیں اس جگہ آ کر خود فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ یہ راہیں کس سمت کو جا رہی ہیں۔ اگر اب بھی ہم نہ سنبھلے پھر کون سا وقت ہاتھ آئے گا۔ صرف نام خوبصورت سا رکھ دینے کا نام مسلمان نہیں، میرے بھائی اور بہنوں میرے اللہ اور نبی کو تو عمل بھی چاہیئے، لہذا آج سے اپنی سمت کی طرف غور کریں۔

آخر میں خادم کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب سے اپنی مرضی کے کام لے لیں اور ان معصوم بچوں کا زندگی گزارا آسان ہو جائے۔ یہ اس وقت ہو گا، میرے عزیز ساتھیوں جب ہم رب چاہا مذہب چاہیں گے

ختم

عید مبارک

ہمارے یہاں الیکٹرک کی چیزیں دستیاب ہیں۔

فون: ۶۲۲۱۷۵
۶۲۰۹۰۲
۶۶۸۹۱۴۳

برائیٹ
الیکٹرک اینڈ فینسی لائیٹ

ہمارے ہاں فینسی فٹنگ اور سروس پالش۔ تسلی بخش کی جاتی ہے۔

ہمارے ہاں بجلی کی وائرنگ اور فٹنگ بھی کی جاتی ہے۔

پروپرائٹر
نسیم اینڈ نعیم

کوڈ نمبر پٹیل گلی ۷۷ گولیمار نمبر ۱
کراچی ۱۸۔

رضوان فیاض گلبرگ

موت کا سفر

زیر نظر لفظ کے معنی سمجھ میں آجائیں تو یقیناً ہم اپنی زندگی سے نفرت کرنے لگیں گے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوتِ حق کی ذمہ داری سونپی گئی تو آپ نے مکہ کے باشندوں کو صفا پہاڑی کے پاس جمع کیا اور فرمایا کہ "اے لوگو جس طرح تم سوتے ہو اسی طرح تم مروگے اور جس طرح تم جاگتے ہو اسی طرح دوبارہ اٹھائے جاؤگے اس کے بعد یا تو ابدی جنت ہے یا ابدی جہنم"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ کے سردار بن کر مدینہ میں داخل ہوئے تو اس وقت بھی آپ نے اس قسم کی تقریر فرمائی اس وقت بھی آپ کے پاس کہنے کی جو سب سے بڑی بات تھی وہ یہ تھی کہ "اے لوگو اپنے آپ کو آگ کے عذاب سے بچاؤ خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے کیوں نہ ہو"۔

موت کا مرحلہ سب سے زیادہ یقینی مرحلہ ہے جس سے آدمی کو لازماً گذرنا ہے یہ تو ممکن ہے کہ کسی کو زندگی نہ ملے مگر جس کو زندگی ملی اس کے لئے موت کا آنا لازمی ہے۔

موت بتاتی ہے کہ یہی معاملہ ہر ایک کا ہے ہر آدمی جو آج زندہ نظر آتا ہے کل کے دن اسے پھانسی کے تختہ پر لٹکنا ہے۔ مگر ہر آدمی آج اس سے بے خبر ہے ہر ایک اپنے آج میں گم ہے کسی کو اپنے کل کا احساس نہیں۔ یہاں ہر آدمی مجرم ہے مگر بہت کم لوگ ہیں جو اپنے مجرم ہونے کو جانتے ہوں۔

موت کے دروازہ پر ہر ایک کو ایک نہ ایک دن جانا ہے۔ ہر آدمی جو زندہ ہے وہ ایک روز مرے گا۔ ہر آدمی جو دیکھتا ہے بولتا ہے سنتا ہے ایک روز اس دنیا سے چلا جائے گا ہر آدمی پر وہ وقت آنا ہے جب وہ اپنی اس دنیا کو چھوڑ کر دوسری دنیا میں جائے گا وہ ایک ایسی دنیا چھوڑ رہا ہوگا۔ جہاں وہ دوبارہ کبھی نہیں آئے گا اور ایک ایسی دنیا میں داخل ہو رہا ہوگا جس سے اس کو کبھی نکلنا نصیب نہ ہوگا وہ اپنے عمل کے میدان سے ہٹا کر وہاں ڈال دیا جائے گا جہاں وہ اپنے عمل کا ابدی انجام بھگتا رہے گا۔

زندگی ایک بے اعتبار چیز ہے جب کہ موت بالکل یقینی امر ہے۔ ہم زندہ صرف اس لئے ہیں کہ ابھی ہم مرے نہیں ہیں اور موت وہ چیز ہے جس کا کوئی وقت مقرر نہیں ہم ہر لمحہ موت کی طرف بڑھ رہے ہیں ہم زندگی کے مقابلے میں موت سے زیادہ قریب ہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں حالانکہ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ وہ مرے ہوئے ہیں

Scanned with CamScanner
CamScanner

اسی لئے حدیث میں آیا ہے :

" اپنے آپ کو قبر والوں میں شمار کرو "

ہر آدمی زندگی سے موت کی طرف سفر کر رہا ہے۔ کسی کا سفر دنیا کی خاطر ہے اور کسی کا آخرت کی خاطر کوئی سامنے کی چیزوں جی رہا ہے کوئی چھپی ہوئی چیزوں میں کوئی اپنی خواہش کے لئے دوڑ لگا رہا ہے اور کسی کو خدا کی محبت نے بے چین کر رکھا ہے۔ دونوں قسم کے لوگ شام کرتے ہیں تاکہ وہ اپنی تھکان مٹائیں اور اگلے دن دونوں لوگ دوبارہ صبح کرتے ہیں تاکہ وہ اپنی پسند کی زندگی میں دوبارہ سرگرم ہو جائیں موجودہ دنیا میں دونوں بظاہر یکساں نظر آتے ہیں۔ مگر موت کے بعد دونوں کا حال یکساں نہیں جو شخص خدا اور آخرت میں جی رہا ہے وہ اپنے آپ کو آخرت کا کامیاب امیدوار بنا رہا ہے اور جو شخص دنیا میں جی رہا ہے وہ اپنی آخرت کو خراب کر رہا ہے۔

آج ہر دوسرا شخص اپنے آج کو کامیاب بنانے کی سوچتا ہے۔ مگر کل کا کوئی نہیں سوچتا ہر شخص اپنے آج کو جاننے کا ماہر ہے کسی کو اپنے کل کی خبر نہیں۔ خُدا کی دنیا میں سب کچھ ہو رہا ہے۔ مگر وہی ایک کام نہیں ہو رہا جو خدا کو سب سے زیادہ پسند ہے۔ یعنی آنے والے ہولناک دن سے لوگوں کو آگاہ کرنا اور اس دن آنے سے پہلے اپنے آپ کو آخرت کے لئے تیار کرنا یعنی اپنی آخرت کو کامیاب بنانا۔

آج کو جاننے والوں، اپنے کل کو جانو کیونکہ بالآخر تم جس سے دوچار ہونے والے ہو، وہ تمہارا کل ہے نہ کہ تمہارا آج "۔

ساجد الیکٹرک ورکس

ہمارے یہاں ہر قسم کے الیکٹریکل ایکوپمنٹ۔ موٹر، کمپریسر پنکھے۔ واٹر پمپ وغیرہ مرمت کیجاتی ھیں۔

اعلیٰ خدمت — خصوصی توجہ —

ھمارا نصب العین ھے۔

پتہ:۔ ساجد الیکٹرک ورکس۔ دکان ۱۔ ندیم سینٹر۔ نزد عرشی سینما بالمقابل پوسٹ آفس فیڈرل "بی" ایریا۔ کراچی۔ فون: ۶۳۲۴۰۹۴

از طرف: اہلیہ حافظ محمد اظہار

معاشرے کا ناسور، رسم و رواج

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انسان کو اس لئے نہیں بھیجا کہ وہ یہاں رہ کر اپنی خواہشات کو پوری کرے۔ انسان دنیا میں اللہ کے حکم کو پورا کرنے کے لئے آیا ہے۔ مسلمان کی خواہشات پوری ہونے کی جگہ آخرت ہے۔ جنت میں اس کی ہر خواہش پوری کی جائے گی۔ اگر دنیا میں ہم اللہ کے حکم کو پیچھے، اور اپنے بنائے ہوئے رسم و رواج کو پورا کرنے میں لگ جائیں تو یہ زندگی خسارے والی ہوگی۔ ایک جگہ حضرت علی کرم اللہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو۔ ایک نماز جب اس کا وقت ہو جائے۔ دوسرے، جنازہ جب تیار ہو جائے۔ تیسرے بے نکاحی عورت جب اس کے جوڑ کا خاوند مل جائے (یعنی فوراً نکاح کر دینا)

پہلی بات یہ ہے کہ جب نماز کا وقت ہو جائے فوراً نماز کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ اس میں تاخیر نہ کریں۔ کیونکہ مسلمان جب کلمہ میں اللہ پاک سے اپنی بندگی کا اور غلامی کا اقرار کرتا ہے تو نماز بندے کے لئے سب سے پہلا حکم ہے۔ اور اسلام کا دوسرا رکن، نبی پاک کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔ آپ نے فرمایا جب نماز پڑھو تو ایسی پڑھو کہ جیسا کہ عمر کی آخری نماز یہی ہے۔

دوسرے یہ کہ جب جنازہ تیار ہو جائے تو اس کی تدفین کی جلد از جلد کوشش کرنی چاہیئے۔ اب ہم خود اپنے آپ پر غور کریں کہ ہم نے اپنے لئے کتنی مشکلات پیدا کی ہیں۔ اللہ پاک نے جینا اور مرنا دونوں آسان رکھے ہیں ہم نے خود رسم و رواج کے ہاتھوں مشکل بنا دیا ہے۔ اوّل تو ہمارے یہاں لباس سے یہ ظاہر ہی نہیں ہوتا کہ ہم غم میں شرکت کے لئے جا رہے ہیں یا خوشی کی تقریب میں جا رہے ہیں۔ حالانکہ وہ جگہ ایسی ہے کہ ہر شخص اپنی موت کو یاد کرے۔ یہ سوچے کہ جس طرح یہ چلا گیا۔ کل ہمیں بھی اسی طرح جانا ہے۔ ان ہی منزلوں سے گزرنا ہے (جب جنازہ چلا جاتا ہے تو لوگ اپنی اپنی باتوں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ کچھ لوگ تلاوت میں لگ جاتے ہیں۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ جس گھر میں میت ہوئی ہے۔ گھر والے رنج و افسوس میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ان کے کھانے پینے کو طبیعت نہیں چاہتی۔ حکم یہ ہے کہ عزیز رشتہ دار یا پاس پڑوسی اپنے اپنے گھر سے جو پکا ہے ساتھ لے کر ان گھر والوں کو کھلا دیں۔ آج ہم اس کے برعکس دیکھتے ہیں کہ موت والے گھر میں دیگیں پک کر آ رہی ہیں۔ سوئم ہو رہا ہے۔ کہیں جمعراتیں ہو رہی ہیں اور کہیں دسواں بیسواں چہلم ہو رہا ہے۔ دین میں کسی بات کا اضافہ کرنا سخت گناہ ہے۔ انسان جس گناہ کو گناہ سمجھ کر کرتا ہے کسی وقت اللہ پاک اس کی توبہ کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔ اور جس گناہ کو نیکی سمجھ کر کرتا ہے اس میں توبہ کی بھی توفیق عطا نہیں ہوتی۔ اللہ پاک ہم سب کو ایسے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے جو نیکی کی صورت میں ہو۔ (آمین) اپنے ہر کام میں نبی پاک کا طریقہ اختیار کریں۔ کیونکہ آپ ﷺ کی زندگی پوری امت کے لئے نمونہ ہے۔

تیسری بات یہ کہ جب بے نکاحی عورت جب اس کے جوڑ کا خاوند مل جائے (یعنی فوراً نکاح کر دینا) کسی لڑکے کی شادی ہو یا لڑکی کی یہ اللہ کا حکم ہے۔ اس کو ہم نے رسم و رواج کے ہاتھوں انتہائی مشکل بنایا ہے یہ کسی ایک قوم یا ایک خاندان کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ پورے معاشرے کا مسئلہ ہے۔ رسم و رواج بنانے والے کچھ لوگ ہوتے ہیں۔ اور اس کا نقصان پورے معاشرے کو ہوتا ہے۔ پھر وہ کینسر کی طرح پھیلتی چلی جاتی ہے

ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کوئی بھی تقریب ہو بغیر مووی کے مکمل نہیں سمجھی جاتی۔ ہر وہ رسم و رواج فیشن میں ہے جو اللہ کے حکم کے خلاف ہے۔ ہم نے کبھی اللہ کے حکم کو فیشن نہیں بنایا کیونکہ فیشن نام ہے اللہ کی نافرمانی کا۔ اب ہم خود غور کریں کہ اللہ تعالیٰ کے وہ کونسے حکم ہیں جن کو فیشن بنایا ہو۔ نمازیں فیشن میں نہیں آئیں۔ ستر کا ڈھکنا فیشن میں نہیں آتا۔ نامحرموں سے پردہ فیشن میں نہیں آتا۔ T-V سے بچنا فیشن میں نہیں آتا۔ اب تو T-V۔ C-R۔ V اور ڈش انٹینا بھی فیشن میں آ گیا ہے کیونکہ دنیا کی طلب اور نمود و نمائش نے شادی بیاہ جیسے فرض کو انتہائی مشکل بنا دیا ہے آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہم میں ایسے لوگ بھی جو اپنی رسمیں بنا کر پوری کراتے ہیں۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے معاشرے کی تعلیم یافتہ اعلیٰ تربیت یافتہ۔ دیندار لڑکیاں، جنکی عمریں کافی ہوتی جا رہی ہیں ان رسم و رواج کی بھینٹ چڑھ رہی ہیں۔ رسم و رواج بنانے والے کچھ لوگ ہوتے ہیں۔ اور اس کا نقصان پورے معاشرے کو ہوتا ہے۔ پھر وہ کینسر کی طرح پھیلتی چلی جاتی ہے تیزی سے لباس کا فیشن بدل جاتا ہے۔ ہر شادی میں کپڑے الگ الگ ڈیزائن کے چاہئیں۔ مختلف قسم کا لباس ہونا چاہیئے۔ یہ سب باتیں دین کی دوری کی ہیں۔ ایک جگہ حضرت صلعم نے حضرت عائشہ سے ارشاد فرمایا کہ اگر تو قیامت میں میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے تو دنیا میں ایسے گزار دینا جیسا کہ مسافر سواری پر جاتے ہوئے کہیں ذرا دیر ٹھہر جائے۔ اور مالداروں کے پاس بیٹھنے سے احتراز کرنا۔ اور کپڑے کو اس وقت تک بیکار کر کے چھوڑنا جب تک کہ اس میں پیوند نہ لگ جائیں۔ ہم کو چاہیئے کہ اللہ کی نافرمانی والی باتوں سے توبہ کریں۔ اپنی زندگی میں سادگی لائیں جیسا کہ ہمارے پیارے نبی نے کر کے دکھلایا۔ آپ کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے آپ نے پیدائش سے لے کر موت تک کے طریقوں پر عمل کر کے دکھا دیا۔ آپ کی زندگی ہمارے لیے نمونہ ہے آپ کے ساتھ بھی وہی ضرورتیں لگی ہوئی تھیں جو آج ہمارے ساتھ لگی ہوئی ہیں پھر ہم یہ کس منہ سے کہتے ہیں کہ آپ کے طریقوں پر چلنا مشکل نہیں ہے۔ لعنت ہے ایسے رسم و رواج پر جو شیطان کے قریب کرتا ہو۔ اور اللہ سے دور کر دیتا ہو۔ ہم کو لوٹ کر اللہ کے پاس ہی جانا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک ہمارے عمل میں وہ رسم و رواج ڈال دے جو اللہ پاک سے قریب سے قریب تر کر دے (آمین)

حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے (حدیث میں) کہ آدم کے بیٹے! اگر ساری دنیا تجھ کو مل جائے تب بھی تو اس میں سے اپنی حاجت کے بقدر ہی کھائے گا۔ اگر میں اتنی مقدار تجھے دے دوں اور اس سے زائد نہ دوں جس کا تجھے حساب دینا پڑے تو یہ تو میں نے تجھ پر احسان کیا۔

پاکیزگی شخصیت کی پہچان

انسان اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے ایک دانش مند کا یہ قول کتنی گہرائی لیے ہوئے ہے اس کا اندازہ جب ہوتا ہے جب ہم اپنی زندگی میں اسکے برعکس مظاہرہ دیکھتے ہیں یعنی کسی بہت اچھی آئیڈیل شخصیت کو جب ہم کسی ایسے کلام کے ساتھ مشاہدہ کرتے ہیں جو بالکل انکے وقار کے منافی ہوتا ہے تو ذہن کو جھٹکا لگتا ہے۔

گفتگو میں وقار اور ملائمت کے علاوہ لفظوں کا چناؤ ایک خاص اثر رکھتا ہے۔ جذبات و احساسات کا اظہار خوشی و مسرت کے موقع پر، غصہ کی حالت میں، شدید دباؤ کے وقت یا کسی خاص مشکل وقت پر انسان جس قسم کا طرزِ گفتگو اختیار کرتا ہے اس کی شخصیت کا اندازہ ہو سکتا ہے کلام و گفتگو میں پاکیزگی، وقار و احترام آپ کی شخصیت کا نشان ہے۔ آپ معلم ہوں یا مربی ڈاکٹر ہوں یا انجینئر، شوبزنس میں ہوں یا سوشل ورکر خاتون خانہ ہوں یا وکیل ہر شعبے میں مقام پر آپکی پاکیزہ گفتگو اثر انداز ہوگی۔ شکریہ ادا کرنے کی عادت اپنائیں۔ شکریہ کے لیے مناسب الفاظ کا انتخاب سامنے والے کی شناخت کے بعد کریں۔ یہاں تک مسئلہ آسان ہے لیکن امتحان وہ ہے جب دوسری طرف سے آپکو لڑائی جھگڑے یا بدکلامی سے سابقہ پڑے تو دراصل یہی وقت آپ کے صبر و وقار کی پرکھ کا ہے کہ آپ کس طرح تحمل کے مراحل سے گزرتے ہیں اور پاکیزگی کلام کو برقرار رکھتے ہیں تو خوش اخلاقی ہمارے دین اسلام کا ایک زرّین اصول ہے۔ اخلاقیات میں اعلیٰ درجہ خوش کلامی کا ہے اخلاق کا ہر پہلو خوش کلامی سے وابستہ ہے۔ اگر آپ عام لوگوں سے وابستہ ہیں یعنی دفتر، ہاسپٹل ایئرپورٹ یا کوئی کاروبار کرتے ہیں تو آپکے ساتھ وابستہ افراد کے لیے آپکی خوش اخلاقی و خوش کلامی مؤثر ہے اگر آپ خاتون خانہ ہیں تو آپ کی خوش کلامی آپکے گھر والوں کے لیے تحفہ ہے اور آئندہ نسل کی بہترین خدمت ہے طنز و مذاق اڑانا، غیبت، حسد، جھوٹ، بہتان، تہمت، گالی گلوچ یہ سب ہماری خوش کلامی کے زہر ہیں۔ اچھی بات اگر برے لہجے میں کی جائے تو تاثر کھو دیتی ہے جبکہ اس کے برعکس بُری بات اچھے لہجے سے قابل برداشت ہو جاتی ہے۔

جمیل احمد نارتھ کراچی

"کشمیر جل رہا ہے"

ریاست جموں وکشمیر کی تحریک آزادی کی ابتداء ۱۳ مسلمانوں کی شہادت سے ہوئی تھی۔ اوراب تک اس تحریک میں ۳۰ ہزار سے زائد کشمیری مجاہدین جام شہادت نوش کر چکے ہیں۔ اس طرح کشمیر کی تاریخ انسانی جانوں کی عظیم قربانیوں اور سخت جدوجہد سے عبارت ہے آج جب مقبوضہ کشمیر میں بھارت کی مسلح قابض فوجوں کے ہاتھوں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ بستیاں تاراج ہو رہی ہیں، خواتین کی عزتیں پامال ہو رہی ہیں اور پوری مقبوضہ ریاست کو ایک وسیع جیل خانے میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ انسانی حقوق کی مسلسل خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں اس عالم میں جب تاریخ کے طالب علم ماضی میں جھانک کر دیکھتے ہیں تو ان کو ۱۳ جولائی کا واقعہ بالکل تازہ نظر آتا ہے جب ڈوگرہ خاندان کے سربراہ راجہ گلاب سنگھ نے ریاست جموں وکشمیر انگریز حکومت سے ۷۵ لاکھ کے عوض خریدی تھی اس ریاست کے لیے مارچ ۱۸۴۶ء کو امرتسر میں برطانوی حکومت اور ڈوگرہ راج گلاب سنگھ کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا تھا۔

فرزند کشمیر اقبالؒ نے فرمایا تھا کہ!

دہقان و کشت و جوئے خیابان فروختند
قومے فروختند وچہ ارزاں فروختند

کشمیری عوام اس جبری غلامی کے خلاف غیر منظم طور پر اظہار نفرت کرتے چلے آ رہے ہیں لیکن ۲۹ اپریل ۱۹۳۱ء کو جموں میں عید الاضحیٰ کے موقع پر ڈوگرہ حکومت نے عید کے خطبے پر پابندی لگا دی جبکہ سینٹرل جیل ایک ڈوگرہ سپاہی نے قرآن کی توہین کی تھی۔ ان واقعات سے کشمیری مسلمانوں کا خون کھول اٹھا۔ اور ان میں آزادی کے جذبات شدت اختیار کرنے لگے۔ انہی ایام میں ایک سیاح عبدالقدیر نے جامع مسجد سرینگر میں مسلمانوں کی غلامانہ حالت زار اور انسانیت کی ابتر صورت حال پر ایک ولولہ انگیز تقریر کی ڈوگرہ حکومت نے عبدالقدیر کو گرفتار کر کے اس پر بغاوت کا مقدمہ چلایا۔ ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کو اس مقدمہ کی سماعت کا دن تھا۔ اور سرینگر کے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد اس مقدمے کی کارروائی دیکھنے کے لیے سنٹرل جیل کے سامنے جمع تھی کہ اچانک ڈوگرہ پولیس نے اس ہجوم پر فائرنگ شروع کر دی یہ فائرنگ اس وقت کی گئی کہ اچانک ڈوگرہ پولیس نے اس ہجوم پر فائرنگ شروع کر دی یہ فائرنگ اس وقت کی گئی جب مسلمان جیل کے سامنے نماز ظہر کے لیے صف بندی کر چکے تھے۔ ڈوگرہ پولیس کی اندھا دھند فائرنگ سے

۱۷ مسلمان شہید ہوئے اس واقعہ کے خلاف سرینگر میں پہلی بار ایک مکمل اور تاریخی ہڑتال ہوئی جو ۲۲ روز تک جاری رہی اس واقعہ کے بعد کشمیریوں کی تحریک آزادی شعلہ بن کر بھڑک اٹھی۔

گزشتہ چار برسوں میں ۳۰ ہزار مجاہدین نے بھارتی قابض فوجیوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔ مقبوضہ کشمیر میں کشمیریوں کی جدوجہد آزادی اب نازک موڑ پر پہنچ چکی ہے۔ کشمیری عوام خوب اچھی طرح قاتل کے زور بازو کو آزما چکے ہیں۔ لیکن اہم بات یہ ہے کہ مقبوضہ کشمیر کے عوام خالی ہاتھ اور محصور حالت میں ہیں اور ایک ایسی فوج کے خلاف نبرد آزما ہیں جو جدید ترین جنگی سامان حرب اور جدید جنگی تیکنیک سے مسلح ہے جسے اسرائیلی کمانڈوز کی تیکنیکی اور افرادی حمایت اور تعاون بھی حاصل ہے۔

مقبوضہ کشمیر میں بھارت کے ساڑھے پانچ لاکھ مسلح فوجی موجود ہیں یہ فوجی کشمیری مردوں، عورتوں اور بچوں پر تاریخ کے شرمناک اور بھیانک مظالم ڈھانے میں مصروف ہیں مگر آفرین ہے ان کشمیری مردوں، عورتوں اور بچوں کو کہ انہوں نے ہمت وحوصلہ نہیں ہارا اور وہ محصور حالت میں بھی مزاحمت کی تحریک جاری رکھے ہوئے ہیں کشمیر کی یہ تحریک اس لحاظ سے بھی منفرد ہے کہ انہیں کوئی بھی مادی امداد باہر سے حاصل نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ آزادی کی منزل تک پہنچنے کی جدوجہد کر رہے ہیں یہ سوال ذہن میں اٹھتا ہے کہ کشمیری مجاہدین محاصرے کی حالت میں رہتے ہوئے اسلحہ کہاں اور کس طرح حاصل کرتے ہیں بھارتی حکومت پاکستان پر الزام تراشی کرتی ہے کہ وہ مجاہدین کو اسلحہ فراہم کرتا ہے۔ اس بات کا اظہار خود بھارتی فوج نے اس خبر سے کیا کہ بارڈر سیکورٹی فورس کے ڈائریکٹر ڈپٹی ایس جانتھا ڈی آئی اشوک پٹیل اور کمانڈنٹ روہیل پٹیل کو سزا کے طور پر برطرف کر دیا ہے اور ان پر یہ الزام ہے کہ وہ کشمیری مجاہدین کی مدد کرتے ہیں۔

مقبوضہ کشمیر میں حزب مجاہدین کے سپریم کمانڈر سید صلاح الدین نے اس سلسلے میں کہا کہ رقم ہو تو بھارتی فوج کے افسروں سے اسلحہ حاصل کرنا کوئی مشکل بات نہیں ایسا بہت سی قوموں نے دوسری قوموں کے ساتھ کیا ہے مگر دلچسپ بات یہ ہے کہ رقم زیادہ ہو تو ہم بھارتی وزیر اعظم نرسمہا راؤ کو بھی خرید سکتے ہیں۔

کشمیری مجاہدین بھارتی فوج کو شدید ترین نقصان پہنچا رہے ہیں گزشتہ ایک ماہ کے دوران مجاہدین مقبوضہ کشمیر میں مختلف کارروائیوں کے ذریعہ بھارتی فوج کو زبردست جانی و مالی نقصان نقصان پہنچایا ہے۔ بھارتی فوجیوں کی حالت انتہائی خراب ہے وہ ڈر و خوف کے عالم میں رہتے ہیں اور انہیں مختلف حیلوں بہانوں سے کشمیر بھیجا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

مقبوضہ کشمیر کی یہ حالات ۱۹۳۱ء کے واقعہ کے بعد ۶۲ سال کے عرصے پر پھیلی ہوئی جدوجہد کا ماحاصل ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کشمیری عوام اپنی بقاء کی تاریخی جنگ لڑ رہے ہیں ان کے سامنے صرف دو راستے ہیں آزادی یا موت اور وہ نتائج سے بے بہرہ ہو کر انہی راستوں کی جانب گامزن ہیں اور اگر جوش و جذبے کا یہی عالم رہا تو فتح ہمارے کشمیری بھائیوں اور بہنوں کی ہوگی اور ہمارا کشمیر ظالم کے تسلط سے آزاد ہو کر آزادی کی فضا میں سانس لے سکے گا۔

ہے حق کے علمبرداروں کا ہے اب بھی نرالہ ٹھاٹ وہی
بادل کی گرج تکبیروں میں بجلی کی تڑپ تلواروں میں

از طرف

ہما ناز

ہم افرادِ جمعیتِ حکیمانِ (دہلی) کراچی کو عید کی پُرخلوص مُبارکباد پیش کرتے ہیں۔

جدید مشینوں پر اپنے قیمتی دستاویزات کو محفوظ رکھنے کیلئے ہم سے پلاسٹک کوٹیڈ کرائیں

ہمارے یہاں

اسکول و کالج کی کتابیں اور ہر قسم کی جنرل بکس و اسٹیشنری کے علاوہ فلاور میکنگ کا مکمل سامان بکفایت دستیاب ہے۔

ملنے کا پتہ

تاج بک سینٹر

اے۔۵ مینا بازار کریم آباد چورنگی۔ کراچی۔ فون: 6318002 - 6323238

"غافل انسانوں کے نام"

بے وفا دنیا پر مت کر اعتبار
تو اچانک ہوگا موت کا شکار

موت آکر ہی رہے گی یاد رکھ
جان جا کر ہی رہے گی یاد رکھ

گر جہاں میں اچھا تو وہاں بھی ویسے پائیگا
قبر میں تنہا قیامت تک رہ جائے گا

جس فرشتہ موت کا آئے گا۔
پھر بچا کوئی نہ تجھ کو پائے گا۔

موت آئی پہلوان چل دیئے
بوڑھے، جوان بھی چل دیئے

دبدبہ دنیا میں ہی رہ جائے گا
حسن تیرا خاک میں مل جائیگا

تیری طاقت تیرا فن عہد تیرا
کچھ نہ کام آئے گا سرمایہ تیرا

قبر روزانہ یہ کرتی ہے پکار
مجھ میں ہیں کیڑے مکوڑے بے شمار

یاد رکھو میں ہوں اندھیری کوٹھڑی
تجھکو ہوگی مجھ میں سن وحشت بڑی

میرے اندر تو اکیلا آئے گا
ہاں مگر اعمال ساتھ لیتا آئے گا

نرم بستر گھر پر ہی رہ جائیں گے
سب تجھ کو فرشِ خاک پر دفنا جائیں گے

جب اندھیری قبر میں تو جائے گا
روئے گا چلائے گا گھبرائے گا

کام مال و زر وہاں نہ آئے گا
غافل انسان یاد رکھ پچھتائے گا

جب تیرے ساتھی تجھے چھوڑ آئیں گے
قبر میں کیڑے تجھکو کھا جائیں گے

قبر میں تیرا کفن بھی پھٹ جائے گا
یاد رکھ نازک بدن پھٹ جائے گا

تیرا نازک بدن سڑ جائے گا
تیرا اک اک بال تک جھڑ جائے گا

آہ ! بل کر آنکھ بھی بہہ جائے گا
کھال ادھڑ کر قبر میں ہی رہ جائے گا

سانپ بچھو قبر میں گر آ گئے
کیا کرے گا بے عمل گر کھا گئے

(ثمرین نعیم)

سبین فضل

اے لڑکو ہشیار ؟

مجھے تم نے ہمیشہ سے اسے مجبور اور لاچار سمجھا ہے
کسی کام کا موقع دیئے بغیر ہی بیکار سمجھا ہے
اَب وہ دور نہیں اے لڑکوں ؟
جس دور کی روایت کو تم نے اپنا رکھا ہے

اہلِ مغرب نے آج سے بہت پہلے لڑکیوں کو بھی لڑکوں کی طرح تعلیم یافتہ بنانے کی کوشش کی تھی چنانچہ آج وہاں کی عورت ملک و قوم کی ترقی میں مردوں سے کسی طرح کم نہیں۔ اور آج یہی حال ہمارے ملک کا ہے کہ آج کل لڑکیاں ہر فیلڈ میں لڑکوں سے زیادہ آگے جا رہی ہیں۔ بلکہ اگر ہم تاریخ کا مطالعہ کریں تو صاف پتہ چلتا ہے کہ ملکہ الزبتھ، نور جہاں، چاند بی بی اور رضیہ بیگم نے اپنے اپنے عہدِ حکومت میں کارہائے نمایاں انجام دیئے جن کو بڑے بڑے مرد حکمران بھی سرانجام نہیں دے سکتے تھے اور اس طرح سے ان عورتوں نے ہی اپنے والدین کا نام اونچا کیا۔ لڑکیاں ہی ہیں جو لڑکوں سے زیادہ ماں باپ کے لیے مددگار وفا شعار اور جاں نثار ثابت ہوتی ہیں۔ قدرت نے جو خوبیاں عورت کو ودلیت کی ہیں ان سے فائدہ اٹھانے کے لیے آج کی لڑکیاں تعلیم یافتہ بھی ہو رہی ہیں، اور ہوئے ماں باپ کے لیے باعثِ فخر ثابت ہو رہی ہیں، لڑکے تو نقل، مائیکرو اور اساتذہ سے لڑ کر بڑی بڑی ڈگریاں تو حاصل کر لیتے ہیں، لیکن ان میں قابلیت نام کو نہیں ہوتی۔ آپ سوچیئے جب یہ لڑکے اساتذہ کی عزت نہیں کرتے تو وہ ماں باپ کے لیے کیا مددگار ثابت ہوں گے، جبکہ لڑکیاں اپنی تعلیم اور ہنر سے ماں باپ کے لیے فائدہ مند ثابت ہوتی ہیں۔

لڑکیاں تو اپنی تعلیم کو جاری رکھتے ہوئے ماں کے ساتھ گھر کی ذمہ داریوں میں برابر کی شریک ہوتی ہیں۔ بلکہ بہت سے کاموں میں لڑکوں سے کہیں زیادہ ہاتھ بٹاتی ہیں، لڑکے اگر ذرا تعلیم کے ساتھ ساتھ کوئی کام کر لیں تو وہ شام کو آ کر خود اُٹھ کر پانی بھی پینا گوارا نہیں کرتے جبکہ لڑکیاں تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے ہنر کو کام میں لا کر اگر کچھ کرے تو مُنہ پر حرفِ شکایت بھی نہیں لاتی اور سب ہنسی خوشی کرتی ہے۔

اگر دیکھا جائے تو لڑکے ہر وقت لڑکیوں کے فیشن اپنانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ اور پھر

"اگر میں لڑکی ہوتا"

ہمایوں صادق

اگر خدا نخواستہ ہم اپنے والدین کے فرزند نیک ارجمند کے بجائے دختر نیک اختر واقع ہوتے تو عجب زندگی ہوتی۔ ذرا غور فرمائیے۔ گھنی مونچھوں کی جگہ گلابی ہونٹ، پکوڑے کی جگہ لمبی ستواں ناک، غزالی آنکھیں، سرو قامت یہ سب کس کو اچھا نہیں لگتا، ہمیں تو بہت اچھا لگتا بشرطیکہ ہمارے سامنے ہو۔

ریشمی شرارہ سوٹ پہن کر اونچی ایڑی کے جوتے کے ساتھ لچکتی چال کس نوجوان کو اچھا نہیں لگتی، زرق برق ساڑھیوں میں لہرانا کس کافر کو ناپسند ہے، گھنگور گھٹاؤں جیسے بال کون بدذوق ناپسند کرتا ہے۔ لیکن اگر یہی پسندیدہ چیزیں مردوں کو بیش کیجائیں۔

جناب عالی اگر یہ شرارہ سوٹ پسند ہے تو قبول فرمائیے۔ یہ ساڑھیاں اچھی لگتی تو حضور حاضر ہیں ان گھنگور گھٹاؤں جیسے بالوں کو اپنے سر مبارک کی زینت بنائیے تو ہم سچ کہتے ہیں تمام مرد حضرات سر پر پیر رکھ کر بھاگیں گے۔ حقیقت تو ہے کہ دنیا کا بدصورت سے بدصورت مرد بھی حسین ترین عورت بننے کا اعزاز حاصل کرنا نہیں چاہتا۔ ممکن ہے شاید اسی طرح عورتیں بھی مرد بننا نہ چاہتی ہوں۔ بہرحال، ہم تو یہ کہنا چاہتے تھے کہ اگر ہم لڑکی ہوتے تو کیا ہوتا۔ ویسے ایک لمحے کے لیے ہم خوش ہوجاتے ہیں کہ جن لڑکیوں کے متعلق ہم سوچ سکتے ہیں ان کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر گھومتے۔ گرلز کالج کی دیوار کے پیچھے کیا ہوتا ہے۔ اس کا نظارا کرتے۔ بلکہ اس میں شریک ہوتے۔ ہماری معمولی سی جھلک سے لڑکیوں پر کیا گزرتی ہے۔ اس کا نظارا کرتے۔ کون کون ہمارے پیچھے آتا ہے اور کس کو ہمارا فون نمبر درکار ہے اس سے آگاہی حاصل کرتے ان دل پھینک عاشقوں کو اپنی ایک جھلک دکھانے کی خاطر گھنٹوں چلچلاتی دھوپ میں کھڑا رکھتے۔

کتنا مزا آتا محفلوں میں بیٹھ پیچھے برائیاں کرتے کہ خالہ رشیدہ کی بیٹی کو دیکھا ہے کتنا اتراتی ہے، میٹرک میں فرسٹ ڈویژن کیا آگئی اکڑتی پھرتی ہیں۔ اگر ہم انگریزی کے پرچے میں رہ گئے تو کیا ہوا کیا کرتا ہے ان فرنگیوں کی زبان میں فاخرہ کو دیکھا ہے۔ گوری رنگت پر کتنا ناز ہے نرا پھیکا

شلجم ہے اور اس پر دیکھو کتنا پاؤڈر تھوپ رکھا ہے لگتا ہے سیدھی چونے کی کان سے نکل کر آ رہی ہے
اور ان لڑکوں کو دیکھو آگے پیچھے گھوم رہے ہیں بد ذوق کہیں کہ ان کو کیا پتہ چار دن کی چاندنی ہے چار دن
میں ہوش ٹھکانے آجائیں گے اگر ان کی سُرخی پاؤڈر کا خرچہ اُٹھانا پڑا اور ذرا ان گلنار کو دیکھو ہے منگنی
کیا ہو گئی پیر ہی زمین پر ٹکتے ہر آتے جاتے کو سسرال سے آئی ہوئی چیزیں دکھاتی پھرتی ہیں۔ بےحیا کہیں
کی۔ پھوپھو کو بہت محبت تھی اس لئے اپنے سعادت مند بیٹے کے سر منڈھ دیا ورنہ تو کوئی پوچھتا بھی نہیں
ممکن ہے یہ باتیں آپ کو بہت فضول لگ رہی ہوں گی مگر آپ اس لطف کا اندازہ نہیں کر سکتے جو سر
محفل کسی کی بُرائی یا سچی بات تو یہ ہے کہ غیبت کرکے حاصل ہوتی ہے ایسا لگتا ہے کہ ہم سر بلند ہو گئے ہیں
ہم تو یہ برائیاں کر خوب لطف اندوز ہوتے۔

ویسے اگر سوچا جائے کتنی پر لُطف زندگی ہوتی دن رات سہانے سپنے بنتے میں گزرتے نہ پڑھائی کی فکر،
نہ مستقبل کا غم اطمینان سے سو کر اٹھتے۔ ابا بھائی کام پر جاتے ہیں تو جائیں ہمیں کیا، دل چاہا تو کالج گئے ورنہ
چھٹی خواہ مخواہ زنگ کا لاہوتا ہے۔ ہمیں کونسا نوکری کرنا ہے کام کاج سے جی چراتا ہو تو پڑھائی کرنے بیٹھ
گئے۔ کورس کی کتاب میں چھپا کر روحانی ڈائجسٹ پڑھتے۔ اماں لاکھ چیختیں باورچی خانے میں قدم نہ رکھتے
اگر کسی دن مجبوراً جانا پڑتا تو کچھ نہ کچھ ضرور پکا لیتے۔ مردوں کی تو عادت ہوتی ہے خواہ مخواہ میں میخ
نکالنے کی سالن میں اگر نمک کم ہے تو کیا ہوا زیادہ نمک سے بلڈ پریشر ہوتا ہے۔ مرچیں زیادہ ہیں تو
فرق پڑتا ہے کم کم لگا کر کھائیں گے۔ کفایت ہو گی۔ اگر دو روٹیاں گول نہیں ہے تو کیا ہوا کھانی ہیں کونسا جیومیٹری
کے پرچے میں دینی ہیں اگر زیادہ تکلیف ہے تو جغرافیہ کے پرچے میں ڈال دیں دنیا جہاں کی نقشے بازی ہے۔

بھائیوں کی ایک نہ سنتے خود تو سارے جہاں میں گھومتے پھرتے ہیں اور ہم پر یہ پابندی کہ ایسا کرو ایسا
نہ کرو۔ اس وقت جاؤ اس وقت نہ جاؤ۔ اپنے آپ تو پاس پڑوس میں تاکتے پھرتے ہیں اور ہم نے نگاہ
اُٹھائی تو قیامت کھڑی کر لیتے ہیں۔ خود تو گھنٹوں لڑکیوں سے فون پر بات کریں اور ہمارے فون اٹھانے پر پابندی
اپنے آپ کو دیکھتے نہیں آخر وہ بھی کسی کی بہنیں ہیں جن سے خود بات چیت کرتے ہیں۔ خیر ان کی کون سنے
بس ذرا موقع مل جائے تو ہم بھی ساری کسر اُتار دیں گے۔ وہ یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں جو کچھ وہ باہر
کرکے آتے ہیں وہ ان کے گھر میں بھی ہو سکتا ہے۔ گلی کوچوں میں ہر آتی جاتی لڑکی کو تاکتے ہیں لڑکے اس
بات کا تصور نہیں کر سکتے کہ ان کی حرکتوں سے انکا وقار کتنا مجروح ہوتا ہے اور ان کی حرکتوں سے
لڑکیوں میں کتنا عدم تحفظ کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

خیر چھوڑیئے ہم بھی کن چکروں میں پڑ گئے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہم لڑکی ہوتے کیا ہوتا کوئی اچھا تو

یقیناً نہیں ہوتا مگر کچھ اتنا برا بھی نہ ہوتا۔ زیادہ سے زیادہ کیا ہوتا کسی سے شادی دِل ہی دل میں یہ فکر پریشان کرتی اللہ اتنی عمر ہو گئی ابھی تک کوئی ڈھنگ کا رشتہ نہیں آیا۔ بی اے کرلیا یہ بیاہ کی بات نہ ہوئی، سلائی، کڑھائی کوکنگ بیکنگ سب میں طاق ہو گئی پر کسی کی نظر میں نہ سمائی، گُلنار کو دیکھو نری پھوہڑ ہیں بس تھوڑا رنگ گورا ہے، بال لمبے ہیں اور قد لانبا ہے۔ انڈا ابالنا تک تو آتا نہیں صرف اپنے منگیتر پر اتراتی پھرتی ہے۔ اماں ہماری فکر میں پریشان۔ ابا ہماری وجہ سے فکر مند۔ بھیا کی منگنی ہماری وجہ سے رُکی ہوئی ہوتی۔ اِن ہی چکروں میں کوئی رشتہ آتا اور انکوائری شروع ہو جاتی۔ ابا کہتے رشتہ اچھا ہے یہ دیکھو لڑکے کی تصویر۔ امّاں جان تصویر کا جائزہ لے کر فرماتیں۔ اے ہے تصویر سے کیا پتہ چلتا ہے کہیں دس سال پرانی تصویر تو نہیں بھیج دی۔ ذرا خود جاکر ملاقات کر کے آؤ۔

ابا جان جھنجھلا کر کہتے اری نیک بخت جب بھی بات کرتی ہو ایسی ہی بات کرتی ہو لے بابا میں لڑکے سے مل چکا ہوں۔ کافی ٹھیک ٹھاک ہے۔ شریف گھرانے کا ہے۔ سمجھدار ہے۔ بی کام کر چکا ہے۔ برسرِ روزگار ہے پرانی صحیح پر گاڑی ہے۔ سوشل ہے۔ عمر بھی مناسب ہے اور پھر اکلوتا بھی ہے اور کیا چاہیے یقیناً ہماری بیٹی کو خوش رکھے گا۔

امّاں جان کہتیں۔ چشمہ تو دیکھو کتنا موٹا لگایا ہوا ہے۔ ابا جل کر کہتے تم تو بے کار اور فضول اعتراض کیے جاؤ۔ صاف صاف کہو کیا جواب دینا ہے ان کو جلدی ہے۔

امّاں کہتیں۔ میں کیا بتاؤں اگر تم کو اطمینان ہے تو بسم اللہ کرو۔

ابا جان کہتے ہاں مجھ کو اطمینان ہے۔ لڑکا اچھا ہے۔ جانا بوجھا ہے۔ سیدھا سادھا ہے۔ شریف ہے۔ ہر طرح سے مناسب ہے۔ بس میری رائے میں ہاں کردو۔

امّاں جان بھی راضی ہو جاتیں اور ابا جان تو پہلے ہی رضامند ہوتے۔ مگر اصل جس کا معاملہ ہے اس کا کوئی ذکر ہی نہیں، مجھ کو قدرتی طور فکر ہوتی کہ کس کے پلے باندھا جا رہا ہے۔ دِل تو چاہتا دیکھ لوں پر ڈر بھی لگتا۔ ادھر ادھر سے کوئی نہ کوئی بات کان میں پڑ جاتی کوئی اطمینان دلاتا تو کوئی ڈراتا۔ اسی ادھیڑ بن میں کسی تقریب میں موصوف سے سامنا ہو جاتا۔ کچھ تسلی ہوتی۔ اگر زیادہ اچھا نہیں تو کوئی اتنا خاص برا بھی نہیں بس ٹھیک ہے۔ چلے گا۔ کم سے کم پچھلے والے بڑے میاں سے تو اچھا ہے۔ انہی سوچوں میں شادی کی تاریخ طے ہو جاتی۔ دن رات تیاریاں ہوتی۔ نت نئے سوٹ بنتے، صبح شام بازاروں کے چکر لگتے کبھی لڑکی کی فکر تو کبھی کام والے کی فکر۔ وقت سے پہلے سب تیار ہو جائے اس کی بھاگ دوڑ اسی میں شادی کا دن آجاتا۔ سُرخ غرارہ سوٹ پہن کر مجھے دلہن بناکر سکھیوں کے سنگ بٹھا دیا جاتا۔ وکیل صاحب گواہوں

Scanned with CamScanner CamScanner

کہ ہمراہ آکر مجھ سے پوچھتے کہ میں نے اپنی وکالت میں تمہارا نکاح ہمایوں صادق فرزند حافظ محمد اظہار کے ساتھ بعوض دس ہزار مہر سکہ رائج الوقت کیا۔ کیا تم نے قبول کیا۔ میں اس وقت کچھ بن بن کر اور کچھ واقعی سسکیاں لے کر روتی۔ آخر تیسری مرتبہ ہاں کہہ دیتی۔ بس یہیں سے میری دنیا بدل جاتی۔ اپنے نکاح کے بعد میں مسز ہمایوں کہلاتی۔ جیسی بھی زندگی گزارتی اس میں خوش رہتی۔ والدین کے گھر کے سارے ناز نخرے ہوا ہو جاتے۔ لاپرواہی کی جگہ ذمہ داری آجاتی۔ اپنے شوہر کی خدمت میرا مقصد ہوتا اور ان کی رضا میں میری خوشی ہوتی۔ مگر ہاں دیر سویر پر خوب لڑا کرتی کبھی میں اور کبھی وہ مجھے مناتے۔ غرض نرم گرم زندگی اچھی گزرتی۔ میرے دو بچے ہوئے جو مجھ کو اپنی توتلی زبان میں مما کہتے اور میرے دن رات ان ہی کو سنبھالنے میں گزرتے۔

ارے میں بھی کس چکر میں پڑ گیا۔ صد شکر کہ میں لڑکا ہوں۔ مسز ہمایوں نہیں مسٹر ہمایوں ہوں۔

بقیہ: بندر، ادرک اور آرٹس

گاہ کہتے ہیں۔ جس طرح پہلا بندر ادرک کے استعمال سے ناواقف تھا اسی طرح آخری سماعت گاہ کے مقصد سے ناواقف۔ چنانچہ وہاں عجیب و غریب قسم کے پروگرام ہونے لگے۔ کبھی برف کی سلیں توڑی گئیں اور کبھی یہ تھیٹر سماعت گاہ کو تماشہ گاہ بنا دیا گیا اور اکھاڑا جمایا گیا اور جب کہ مناسب قسم کی غیر نصابی سرگرمیاں ختم ہی کردی گئی ہیں تو ہم مستقبل کی آنکھوں سے سماعت گاہ کو مکمل طور پر تماشہ گاہ بنا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ کشتی ہو رہی ہے، کبڈی ہو رہی ہے۔ دھینگا مشتی ہو رہی ہے ہم دیکھ رہے ہیں اور سوچ رہے ہیں۔

یا الٰہی یہ کیسے بندر ہیں
ارتقاء پر بھی آدمی نہ بنے

تحریر: طیب حمید

طنز و مزاح

بندر، ادرک اور آرٹس آڈیٹوریم

آیئے آپ کو ایک کہانی سنائیں۔ آپ سوچیں گے کہ کہانی تو بچوں کو سنائی جاتی ہیں تو جناب بات یہ ہے کہ جب ہمیں اور آپ کو اظہارِ رائے کا حق حاصل نہیں ہے ہماری اور آپ کی بات کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی ہمیں اور آپ کو مذہب کے کھلونے دے کر بہلایا جاتا ہے تو ہم آپ کو آپ ہمیں بچے ہی سمجھیں گے تو چلیئے یہ طے ہو گیا کہ ہم اور آپ بچے ہیں اور بات ہو رہی تھی۔ کہانی کی بڑی پرانی بات ہے ایک بندر تھا حالانکہ بندر تھا۔ مگر بہت بیوقوف تھا اور کیونکہ بندر تھا اس لئے اپنے آپ کو بہت عقلمند سمجھتا تھا۔ ہوا یوں کہ ایک مرتبہ اُس بندر کو ادرک کا ایک ٹکڑا ملا کیونکہ اس سے قبل بندر نے ادرک نہ دیکھا تھا اس لئے پہلے تو بہت حیران اور پھر بہت خوش ہوا کہ شاید یہ کوئی بہت ہی قیمتی اور عجیب و غریب چیز ہے ہر تھوڑے وقفے کے بعد ادرک اٹھاتا اسے دیکھتا کبھی سر پر رکھتا کبھی منہ میں دباتا اور کبھی چھپا کر رکھ دیتا کبھی منہ میں دباتا اور کبھی چھپا کر رکھ دیتا اور اس طرح اس کی باقی زندگی یہی حرکتیں کرتے گزر گئی مگر اس کی سمجھ میں نہ آسکا کہ آخر ادرک کیا ہے اور کس کام آتی ہے اور آخر ایک روز دنیا سے رخصت ہو گیا چلیئے جناب بندر تو ختم ہو گیا مگر کہانی ابھی باقی ہے۔ مگر اب ہم کہانی کو ذرا روک کر دوسری باتیں کر لیں جو بظاہر تو کہانی سے غیر متعلق ہیں مگر درحقیقت ان کا تعلق کہانی سے ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ جامعہ کے طلباء سمیسٹر سسٹم جیسے مؤثر نظام کے تحت تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور جامعہ کی خاص طور پر لائبریری کی یہ رونق اس نظام کی مرہونِ منت ہے کوئی طالب علم نوٹس بنا رہا ہے تو کوئی اسائنمنٹ کی تیاری میں مصروف۔ ذرا سوچیئے کہ جب یہ سسٹم ختم کر دیا جائے گا تو طلباء کی یہ نصابی سرگرمیاں جاری رہیں گی؟ نہیں وہ تو صرف سال کے آخری دو ہفتے مصروف رہیں گے۔ سمیسٹر سسٹم ختم کرنے کا مطلب ہے کہ طلباء کی نصابی سرگرمیاں ختم کر دی جائیں جبکہ غیر نصابی سرگرمیاں پہلے ہی ختم کر دی گئی ہیں۔ جامعہ کی حدود میں موسیقی کے ساتھ ساتھ مشاعرہ پر بھی پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ مگر ہم تو آپ کو کہانی سنا رہے ہیں ہاں یاد آیا کہ وہ بندر مر گیا۔ مگر اس کے بعد بندر آتے رہے آتے رہے پرانے بندر کی جگہ نئے بندر نے لے لی اور ادرک کی جگہ ناریل آگیا پھر اس بندر کی جگہ ایک اور نے لے لی اور ناریل کی جگہ آرٹس آڈیٹوریم آگیا۔ آڈیٹوریم کو اردو میں سماعت

مسز الماس کوثر بنتِ حافظ محمد سعید (مرحوم)

اعصابی تناؤ اور ڈپریشن کیوں ہوتا ہے؟

ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ایک اچھی اور کامیاب زندگی گذارے۔ آج کے اِس مصروف اور گہما گہمی کے دور میں ہر تیسرا شخص اعصابی تناؤ اور ذہنی مایوسی یعنی ڈپریشن کی شکایت کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ بیسویں صدی کو جہاں ایجادات اور ٹیکنالوجی کی ترقی کا دور کہا جاتا ہے وہیں اگر اسے مادیت پرستی کا دور بھی کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کیونکہ جیسے جیسے مختلف شعبوں میں اہم ترقیاں ہوتی رہتی ہیں ویسے ویسے انسان کی زندگی میں بھی تبدیلیاں رونما ہونے لگیں۔ طرز زندگی تبدیل ہو گیا۔

انسان جب دنیا میں قدم رکھتا ہے تو اس کا دل و دماغ بالکل سادہ شفاف ہوتا ہے بچپن کا زمانہ ہر قسم کی فکروں سے آزاد ہوتا ہے یہ یوں سمجھیں کہ یہ زمانہ اس کی بادشاہت کا دور ہوتا ہے ماں باپ اپنے بچے کی ہر خواہش کو پورا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ لیکن وقت کا پہیہ چلتا رہتا ہے۔ بچہ آہستہ آہستہ بڑا ہوتا ہے۔ اسکول کا زمانہ اور پھر اس کے بعد کالج کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے۔ لڑکپن اور جوانی کی حدود میں قدم رکھتا ہے۔ یہاں سے اب اسکی معاشرتی زندگی کا آغاز ہوتا ہے اور جب بھی عملی زندگی شروع ہوتی ہے تو مختلف لوگوں کے ساتھ میل جول ہوتا ہے۔ مگر ہر شخص اس کو والدین جیسی محبت اور پیار شفقت نہیں دے سکتا نہیں ہر ایک اس کے جذبات اور احساسات کا اتنا خیال رکھ سکتا ہے جیسا ماں باپ بچپن میں اس کا خیال رکھتے تھے پھر بھی یہ ایک فطری بات ہے۔ اس کے ہم خیال نہیں ہوتے۔ اختلاف رائے ضرور ہوتا ہے۔ یہی وہ مرحلہ ہے جہاں ہر انسان میں اعصابی تناؤ اور ذہنی مایوسی کے جذبات جنم لیتے ہیں۔ ذہنی انتشار۔ ٹینشن ہائی بلڈ پریشر سستی و کاہلی بے خوابی ذہنی الجھن بے سکونی شدید غصہ ذہنی دباؤ وغیرہ وغیرہ

ڈپریشن کی سب سے بڑی وجہ پریشانی بلاوجہ غم اور اداسی ہے انسان اپنے آپ کو تنہا محسوس کرتا ہے بے خوابی عادت بن جاتی ہے وزن نارمل حد سے کم ہونے لگتا ہے مریض اپنا اعتماد کھونے لگتا ہے۔ یوں وہ احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتا ہے زندگی کی رنگینیوں اور خوشیوں سے وہ اپنا حصہ وصول کرنے میں بالکل ناکام ثابت ہوتا ہے اور ڈپریشن کی حالت قابل رحم بن جاتی ہے لیکن اگر ہم کچھ عادات اپنالیں اور کچھ اصول وضع کرلیں اور ان پر سختی سے کاربند ہوں تو ہم کسی حد تک ان پریشان کن ذہنی کیفیات سے باآسانی نمٹ سکتے ہیں اور حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرسکتے ہیں۔

سب سے پہلے ذہن میں یہ بات بٹھانی ہوگی کہ اس رنگ برنگی دنیا میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں جسے کوئی پریشانی اور دکھ نہ ہو کیونکہ یہ زندگی خوشیوں اور دکھوں کا امتزاج ہے لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ انسان قنوطیت کا شکار ہوجائے اور اپنی زندگی کو بہتر خوشگوار بنانے کے لئے کوشش ہی نہ کرے یقین رکھیں کہ ہر رات کے بعد سحر ضرور نمودار ہوتی ہے جس کی روشنی رات کی تاریکی کو تار تار کرکے چاروں طرف پھیل جاتی ہے۔ ذیل میں چند ایسے اصول بیان کررہی ہوں جن پر عمل پیرا ہو کر ہم اپنے آپ کو افسردگی ومایوسی سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

اللہ پر ایمان ویقین : اللہ پر ایمان و یقین کا مفہوم بہت گہرا ہے کہ ساری کائنات خدا کی محتاج ہے جو کچھ ہوتا ہے خدا کے حکم سے ہوتا ہے اسی کا نام توحید ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی کامیابی کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں رکھا ہے اسی کا نام رسالت ہے جو آپ کے مبارک طریقوں پر چلے گا وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوگا ان باتوں کا یقین دل میں بیٹھ جائے۔ جتنا یقین پختہ ہوگا اسی قدر اعمال رسول پر چلنا آسان ہوگا۔ جب انسان اپنے دین سے ہٹ جاتا ہے یا اس کا عقیدہ اپنے خالق سے کمزور ہو جاتا ہے تو وہ مختلف مسائل امراض کا شکار ہو کر غیر مطمئن اور بے سکون رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ذہنی وقلبی تعلق ہی نجات کا ذریعہ ہے۔

انسان کا عقیدہ اور ایمان مضبوط ہونا چاہیئے جب آدمی اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اور پورا یقین رکھتا ہے کہ خیر و شر سب اللہ کی طرف سے ہے اور اس تکلیف میں انسان ہی کے لئے کوئی نہ کوئی بھلائی پوشیدہ ہے جسے اس کی ظاہری نظریں نہیں دیکھ سکتیں تو وہ اسے رضا الہی سمجھ کر برداشت کرتا ہے اور جب وہ یہ جان جاتا ہے کہ تکلیف کو دور صرف وہی ذات کرسکتی ہے جو وحدہ لاشریک ہے جو قادر مطلق ہے تو وہ پورے خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اس سے ایک طرف تو دل کو سکون میسر ہوگا اور دوسری جانب اللہ رب العالمین اس کی دعاؤں کو مستجاب فرمائے گا اور اس کی تکلیف کو دور کردے گا۔

لوگوں سے کم توقعات رکھیں :

آج کل کے دور میں ہر ایک اپنے اپنے معاملات اور پریشانیوں میں الجھا ہوا ہے ایسے حالات میں اگر کوئی آپ کے کام آئے تو بہت بڑی بات ہے لیکن اگر آپ توقع رکھیں اور سامنے والا شخص اس توقع پر پورا نہ اترے تو آپ کے کام آنا دور کی بات ہے آپ سے ملنے آپ کی خیریت معلوم کرنے اور بات چیت سے بھی گریز کرے تو آپ کے دل کو شدید دھچکا لگے گا اور آپ مایوسی کا شکار ہوجائیں گے۔ اس لئے کسی سے بھی چاہے وہ آپ کا کتنا ہی قریبی دوست عزیز ہو کبھی کسی قسم کی توقع نہ رکھیں۔ بقول مرزا غالب ؎

جب توقع ہی اٹھ گئی غالب
کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی

لوگوں سے نیکی کریں :

تمام اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے اس لئے ضروری ہے کہ جو بھی کام کیا جائے اسے خدا کی رضا کے لئے کیا جائے کیونکہ اعمال کی جزو سزا کا حقیقی مالک خدا ہے تمام مالی بدنی اور ذہانی عبادات میں نیت خالص خدا کی رضا جوئی مقصود ہے اگر اخلاص آجائے تو اعمال صالح کا فوری اثر بیدار ہوتا ہے۔ خلوص دل کے ساتھ کسی سے کوئی نیکی کریں گے کوئی چھوٹا موٹا کام کریں گے یا بوقت ضرورت کسی کے کچھ کام آئیں گے تو اس سے آپ کے دل کو جو خوشی محسوس ہوگی وہ دنیا کی تمام خوشیوں سے زیادہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا اجر و ثواب الگ ملیگا اور آپ کا مقام خود ہی اپنی نظروں میں بلند ہو جائیگا۔

غصّہ سے پرہیز کریں :

بعض اوقات زندگی میں ایسے حالات پیش آتے ہیں یا اپنی مرضی کے خلاف مزاج کے خلاف کوئی بات ہو جائے یا اپنے خلاف کوئی بات سُن لے تو فوراً انسان طیش میں آجاتا ہے لیکن اگر انسان اپنے غصہ پر قابو رکھے اور معاملات پر ٹھنڈے دل سے غور کرے تو بہت سی برائیوں سے بچ سکتا ہے۔ کیونکہ غصہ میں انسان اندھا ہو جاتا ہے اسے یہ معلوم نہیں ہوتا وہ کیا کر رہا ہے اور کیا الفاظ کہہ گیا یا غصہ میں ایسے نازیبا الفاظ نکل جائیں جس سے دوسرے کے دل کو تکلیف ہو دل شکنی ہو۔ دل آزاری ہو تو اس لئے غصّہ سے پرہیز کریں جہاں تک ہو سکے ٹھنڈے دل و دماغ سے کام لیتے ہوئے معاملے کو سلجھانا چاہیئے اور غصہ سے بچنا چاہیئے۔

مُسکرانے کی عادت کو اپنائیں :

ہنستے مُسکراتے چہرے کسے اچھے نہیں لگتے صرف اپنی جان پہچان کے لوگوں یا رشتے داروں کے ساتھ نہیں بلکہ ہر ایک کے ساتھ مسکرا کر بات چیت کیجئے۔ چاہے وہ اجنبی کیوں نہ ہو اس طرح آپ بہت جلدی لوگوں میں مقبول ہو جائیں گے۔

ہمیشہ مصروف رہیئے :

یہ مثل تو ضرور آپ سُنی ہوگی کہ خالی ذہن شیطان کی آماجگاہ ہے اگر آپ اپنے آپ کو کام میں مصروف نہ رکھیں تو آپ کے ذہن میں مایوس کن خیالات کا ہجوم ہو جائیگا جو آپ کو پریشان رکھے گا جس سے آپ کی نیند ذہنی کارکردگی بھی متاثر ہوگی اور آپ کے کام بھی ادھورے رہ جائیں گے اس طرح آپ دوہری پریشانی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ زیادہ سے زیادہ اللہ کا ذکر کیجیئے۔ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے محبت کیجیئے یہ سوچ کر اس عارضی دنیا میں دل نہ لگائیے بلکہ آخرت کی فکر کیجیئے جہاں ہمیشہ رہنا ہے۔

دوسروں کے متعلق اچھی رائے قائم کریں :

اگر آپ دوسروں کے متعلق اچھا سوچیں گے اچھی رائے قائم رکھیں گے تو لوگ آپ کے اخلاق سے متاثر ہو کر خندہ

پیشانی سے پیش آئیں گے اس طرح بھی آپ کے دل کو سکون اور خوشی میسر ہو گی۔

بُرائی کا جواب بھلائی سے دیں :

اگر آپ سے کوئی برائی کرے پھر بھی آپ اس سے نیکی کریں تو یہ آپ کی اعلیٰ ظرفی کا ثبوت ہے جو شخص برائی کریگا خود ہی اسکا ضمیر ملامت کرے گا اور وہ آپکے اس رویے کی قدر کرتے ہوئے آپ کا بہترین دوست بن جائیگا۔

ہمیشہ اپنے سے زیادہ مصیبت زدہ دکھی انسانوں کو دیکھیں۔

اگر آپ اپنے سے زیادہ سے زیادہ دکھی انسانوں پر نظر ڈالیں گے اور ان کے دکھ درد محسوس کریں گے تو آپ کو اپنا دکھ ان سے کم محسوس ہوگا اس طرح آپ اللہ کا شکر ادا کریں گے اور شکر کرنے کی عادت پیدا ہوگی کہ اس نے کم از کم دوسرے بہت سے لوگوں سے آپ کو اچھی حالت میں رکھا ہے اور شکر گزاری کے اِن جذبات سے آپکے دل کو طمانیت محسوس ہوگی اس طرح آپ افسردگی و مایوسی کے جذبات سے نجات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ سے ذہنی وقلبی ہی نجات کا ذریعہ ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر عبادات اور مخلوق خدا کی خدمت دلوں کو سکون اور فرحت بخشتی ہے۔

مسلمانوں پر اللہ کا یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے اپنی آخری کتاب یعنی قرآن مجید جو ہماری زندگی کے لیے ایک لائحہ عمل تیار کرتا ہے اس کی حفاظت کا خود بیڑا اٹھایا ہے اس پر مزید احسان یہ ہے کہ ہمارے پیارے نبی کی زندگی و تعلیمات کا ایک ایک گوشہ محفوظ ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اِن تعلیمات پر عمل کریں اور اپنی آخرت کو سنواریں۔

Scanned with CamScanner CamScanner

سعدیہ جمیل
(بی۔ایس۔سی)

"توہم پرستی"

21 ویں صدی آمد آمد ہے تھوڑے ہی عرصے بعد ہم 21 ویں صدی میں ہوں گے۔ ایسے ترقی یافتہ دور میں بھی یہ بات حیرت اور دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ ہم میں اب بھی ایسے لوگوں کی اکثریت موجود ہے جو توہمات پر یقین رکھتی ہے۔ وہم اور توہم پرستی کا یہ حال ہے کہ ایسے لوگوں کے خیال میں جنوں، پریوں اور کوہ قاف کی کہانیاں حقیقت پر مبنی ہوتی ہیں۔ ہمارا معاشرہ توہم پرستی کی بُرائی میں بُری طرح جکڑا ہوا ہے ان برائیوں سے معاشرے میں بتدریج نفسیاتی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ وہم سے پیدا ہونے والے مسائل خود ساختہ ہیں۔ ہندو معاشرے سے جہاں بہت سی برائیاں مسلمانوں کے حصے میں آئیں ان میں سے ایک "وہم" بھی ہے "اوہام پرستی" ہندو معاشرے کی خاصیت ہے اور اس سے حضرتِ انسان میں بے عملی، عدم اطمینان، کاہلی، غربت و افلاس، کشیدگی، ناتوانی، بے راہ روی اور غیر فطری رجحانات پیدا ہوتے ہیں۔

مختلف توہمات کے ساتھ ساتھ ستاروں اور سیاروں پر بے جا یقین نے لوگوں اور خصوصاً نوجوان نسل کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔ نوجوان اکثریت کی گفتگو کا آغاز اکثر اس جملے سے ہوتا ہے۔ آپ کا Star کیا ہے؟ اکثریت اسی Star System پر یقین رکھتی ہے۔ دوستوں اور رشتوں کے آغاز میں مختلف چیزوں کے ساتھ ساتھ یہ بات دیکھی جانے لگی ہے کہ ستارے آپس میں ملتے ہیں یا نہیں۔ ستارے آپس میں نہ ملنے کی صورت میں کسی قسم کی رشتہ داری جوڑنے کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔

مگر دلچسپ بات یہ ہے کہ اگر کوئی آپ سے اچانک پوچھے کہ کیا آپ وہمی طبیعت کے مالک ہیں تو آپ فوراً گھبرا کر کہیں گے کہ "میں اور وہمی" ہرگز نہیں۔ جبکہ ہم میں سے اکثریت ان لوگوں کی ہے جو اخبار کا صفحہ کھولتے ہی سب سے پہلے "یہ ہفتہ کیسا رہے گا" کا کالم تلاش کرتے ہیں اور ہفتہ بھر کے سارے کام ان ہی معلومات کے سہارے انجام دیتے ہیں توہمات کی مختلف اقسام ہوتی ہیں۔ مختلف لوگ مختلف قسم کی باتوں کے توہمات میں مبتلا ہوتے ہیں مثلاً

پُرانے زمانے کے لوگ اور خصوصاً بوڑھی خواتین اب بھی یہی کہتی ہیں کہ اگر مرد گھر سے باہر جا رہا ہو تو اسے پیچھے سے آواز نہیں دینی چاہیئے اس طرح وہ جس کام کے لئے جا رہا ہوتا ہے وہ کام نہیں ہوتا اب بھلا بتائیں اگر وہ کام ہونا قسمت میں نہیں ہوگا تو وہ نہیں ہوگا اس میں آگے یا پیچھے سے آواز دینے کا کیا تعلق اسی طرح

Scanned with CamScanner

اگر کسی کے ہاں شادی میں بارش ہو جائے تو کہا جاتا ہے کہ دولہا دولہن نے پتیلیاں چاٹی ہوں گی اب اگر آپ جولائی اگست کے مہینوں میں شادی رکھیں گے تو بارش تو ہوگی ذرا اپریل مئی کے مہینوں میں شادی رکھ کر دیکھیں پھر چاہے دولہا دولہن نے دیگیں چاٹی ہوں لیکن بارش نہیں ہونے والی۔ اسی طرح یہ وہم کہ اگر غلط کاج میں بٹن ڈال دیا تو بُرا شگون ہوتا ہے اور پورا دن خراب گذرتا ہے جب تک کہ وہ لباس نہ تبدیل کرا جائے اب اگر آپ کی بے وقوفی سے غلط کاج میں بٹن چلا جائے تو اس میں بیچارے لباس یا دن کا کیا قصور ہے۔

اسی طرح مشرق میں ایک دلچسپ بات یہ مشہور ہے کہ اگر کہیں جانے کے لئے نکلیں اور کالی بلی راستہ کاٹ جائے تو بہت بُرا شگون ہوتا ہے۔ امریکہ اور جاپان میں بھی کالے رنگ کی بلی کا راستہ کاٹ جانا بُرا خیال کیا جاتا ہے اسی طرح ناخنوں کا اتوار یا جمعہ کے دن کاٹنا بُرا شگون جبکہ پیر کے دن تراشنا نیک شگون سمجھا جاتا ہے اسی طرح یہ کہنا کہ رات کے وقت بال بنانے سے یادداشت کمزور ہو جاتی ہے بالکل غلط ہے اگر آپ کی یادداشت کمزور ہے تو وہ کمزور ہی رہے گی اور اس پر رات یا دن کے بال بنانے سے کسی قسم کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اسی طرح کی ایک اور جاہلانہ سوچ جو ہمارے ہاں پائی جاتی ہے وہ جادو ٹونے پر یقین ہے اگر کسی کے ہاں کوئی کام کوئی بات خراب ہو جائے تو وہ سمجھتا ہے کہ کسی نے کچھ کر دیا ہے یا اوپری (سایہ) وغیرہ کچھ ہو گیا ہے یہ ایک بالکل غیر تعلیم یافتہ سوچ ہے اگر اس طرح آرام سے جادو ٹونہ ہوتا تو دنیا میں ایک قیامت لوگ پہلے ہی لے آتے۔

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم وہمی اور توہم پرست کیوں ہیں۔ اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ جہاں اور بہت سی وجوہات اور اسباب ہیں وہاں ایک اہم وجہ یہ ہے کہ ہم سب اپنے مستقبل کے بارے میں متجسس رہتے ہیں کل کیا ہوگا؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جو نجومیوں اور پامسٹریوں کے چکر میں پھنسا دیتا ہے اور دوسری اہم وجہ یہ ہے کہ یہ مشینی دور ہے رشتوں اور محبتوں کا "جال" پڑتا جا رہا ہے خوشیاں انسان سے دور ہوتی جا رہی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ انسان عارضی خوشیوں کی تلاش میں ایسے لوگوں کا سہارا تلاش کرتا ہے اور آنے والے دنوں کی خوشی کی آس میں اپنے آپ کو خوش رکھتا ہے اگر ہمارا اپنے مذہب اپنے خدا اور اپنے عقیدے پر یقین کامل ہو تو ہو سکتا ہے کہ ہم اس توہم پرستی سے باہر نکل آئیں اور الٹی سیدھی چیزوں پر یقین کرنے کے بجائے اپنے مسائل کا حل قرآن کے سنہری حرفوں میں تلاش کریں اور اسے صرف کتاب کی طرح پڑھنے کے بجائے اس کو سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کریں تو نہ صرف ہمیں سکون قلبی حاصل ہوگا بلکہ ہم حقیقی کامیاب زندگی گذار سکیں گے۔

Scanned with CamScanner
CamScanner

بجانب : کاشف جمیل
(بی - ای سال اوّل)

کمپیوٹر، ایک حیرت انگیز ایجاد

کمپیوٹر سائنس کی ایک حیرت انگیز ایجاد جس نے آج دنیا بھر میں اپنے کمالات سے دنیا بھر میں تہلکہ مچا رکھا ہے۔ آج کے دور میں ہر شخص سائنس کی اس حیرت انگیز ایجاد سے بخوبی واقف ہے۔ کمپیوٹر اگرچہ کام کرنے کی رفتار کے لحاظ سے انسان سے کئی گنا تیز ہے مگر یہ تو انسان کی عقل اور سائنس کا کارنامہ ہے۔ خوب سے خوب تر کی تلاش میں انسان شروع سے ہی رہا ہے اور اس کی بنیادی وجہ انسان کا جذبہ تجسس ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے ہمارے آس پاس کے ماحول میں کیا ہو رہا ہے اور کس طرح ہو رہا ہے وغیرہ وغیرہ یہ سب سائنس کی ترقی اور انسانی عقل کے ہی کمالات ہیں کہ غاروں میں رہنے والا انسان اور پتوں سے تن ڈھانپ کر زندگی گزارنے والا انسان آج بلند و بالا عمارات میں رہائش پذیر ہے۔ پہلے پہل انسان جو سفر مہینوں اور ہفتوں میں کرتا تھا آج گھنٹوں اور منٹوں میں کرتا ہے۔

مگر اس وقت میرا موضوع کمپیوٹر ہے کمپیوٹر نے پچھلے چند سالوں میں جس طرح اپنی اہمیت کا لوہا منوایا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ آج سے چند سال قبل دنیا اور خصوصاً ہمارا ملک کمپیوٹر کے نام تک سے واقف نہ تھا لیکن 1980 کے بعد سے اس حیرت صلاحیتوں کی مالک مشین نے وہ تہلکہ مچایا ہے کہ ہر شخص اس سے واقف ہو گیا اور اس کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر زندگی کے ہر شعبے میں استعمال کیا جا رہا ہے۔

لیکن بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جو اس حیرت انگیز ایجاد کی تاریخ سے واقف ہوں گے کہ یہ کس طرح ایجاد ہوا؟ سب سے پہلے کمپیوٹر کا بنیادی خیال 1833ء میں ایک انگریز سائنسدان (Babbage) نے پیش کیا۔ اس سائنس دان نے میری جیکارڈ نامی کارڈ سے چلنے والا ایک تجزیاتی انجن تیار کیا جو کہ دنیا کا پہلا ہندسی (Digital) کمپیوٹر مانا جاتا ہے اور آج تک کمپیوٹر میں یہی بنیادی اصول استعمال ہو رہا ہے۔
اس کے بعد 1980ء میں سائنسدانوں نے کمپیوٹر سے ملتی جلتی ایک مشین تیار کی جو کہ مقناطیس سے چلتی تھی۔
لیکن سب سے پہلا باقاعدہ کمپیوٹر 1939ء میں ہاورڈ ایکن نے مارک ون (Mark-1) نامی کمپیوٹر

Scanned with CamScanner

بنایا یہ دور چونکہ دوسری جنگ عظیم کا دور تھا۔ چنانچہ اس کو بنانے کا بنیادی مقصد جنگی مقاصد کے لئے استعمال کرنا تھا۔ یہ کمپیوٹر موسم کی تبدیلی کا پتہ بہت پہلے دے دیا کرتا تھا اور یہ بات ہر کسی کو معلوم تھا کہ جنگیں عموماً موسموں کی تبدیلی کو سامنے رکھ کر لڑی جاتی ہیں۔ اس کے بعد 1945ء میں سائنسدان الیکٹرک کمپیوٹر تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ پہلا قاعدہ الیکٹرانک کمپیوٹر سلوانیا یونیورسٹی کے دو پروفیسرز نے تیار کیا تھا اگرچہ تیکنکی لحاظ سے اس میں بہت سی خامیاں تھیں۔ مگر کام کرنے کی رفتار کے لحاظ سے یہ مارک۔ون سے بہت تیز تھا۔ اس کے بعد کئی کمپنیوں نے کمپیوٹر تیار کئے جس میں سرفہرست انگلینڈ کی مانچسٹر یونیورسٹی ہے۔

اب ہم اس طرف آتے ہیں کہ کمپیوٹر کس اصول پہ کام کرتا ہے۔ پہلے پہل کمپیوٹر صرف ثنائی نظام یا (Bniary System) کے اصول پر کام کرتا تھا۔ ثنائی نظام ہندسوں کا وہ نظام ہے جس میں صرف دو ہندسوں کا وہ نظام ہے جس میں صرف دو ہندسے ہوتے تھے یہ دو ہندسے ایک اور صفر ہیں اس طرح کے کمپیوٹرز جمع تفریق کا سارا حساب کتاب صرف ان دو ہندسوں کی مدد سے کرتے تھے۔ ہندسوں کا دوسرا نظام عشری نظام ہے جسے انگلش میں (Decinal System) کہتے ہیں۔ اس نظام میں صفر سے لیکر نو تک ہندسے شامل ہوتے ہیں۔ ان میں صفر سب سے چھوٹا اور نو سب سے بڑا ہندسہ ہوتا ہے۔ بڑے بڑے بڑے نمبروں کے حساب کتاب، جمع تفریق ضرب اور تقسیم ان ہندسوں کی مدد سے ہوتا ہے۔ آج کل کے کمپیوٹرز میں یہی نظام استعمال ہو رہا ہے۔

کمپیوٹرز شروع شروع میں صرف حساس جگہوں اور حکومتی کاموں کے لئے استعمال ہوتا تھا مگر آج کے دور میں ہم اس کا استعمال زندگی کے ہر شعبے میں دیکھ سکتے ہیں۔ شروع میں جو کمپیوٹرز ایجاد ہوئے تھے ان کے کام کرنے کی رفتار بھی اتنی نہیں تھی اور سائز اور وزن کے لحاظ سے وہ اتنے بڑے ہوتے تھے کہ ان کی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقلی بھی ناممکن تھی۔ مگر آج کا کمپیوٹر نہ صرف سائز میں بہت چھوٹا ہے بلکہ کام کرنے کے لحاظ سے نہایت تیز رفتار ہے۔

کمپیوٹر بیسوی صدی کا ایسا کارنامہ ہے جس نے سائنس کی باقی ایجاد کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ آج کے دور میں ہم ہر جگہ اس کا استعمال دیکھ سکتے ہیں۔ مختلف موضوعات پر ہزاروں سوالات کا آن واحد حل تلاش کرنا ہو۔ حساب کے پیچیدہ سوالات کو حل کرنا ہو حساس جگہوں کی نگرانی اور حفاظت کرنا مقصود ہو غرض ہر کام انسان آج کمپیوٹر کے ذریعے کر رہا ہے۔ صحت و حرفت، تجارت، زراعت، تعلیم و تربیت، میڈیکل سائنس، انجینئرنگ ٹیکنالوجی غرض ہر جگہ کمپیوٹر نے اپنی اہمیت کا لوہا منوایا ہے۔

کمپیوٹر کے حیرت انگیز اور دلچسپ کمالات میں وقت کے ساتھ ساتھ تدریج اضافہ ہو رہا ہے اور ترقی کی اس رفتار کو دیکھ کر ہمیں بخوبی اندازہ ہو رہا ہے کہ اکیسویں صدی کا دور مکمل طور پر کمپیوٹرائز دور ہوگا اور اس کی صلاحیت اور کام کرنے کی طاقت آج سے کئی گنا زیادہ ہوگی۔

Scanned with CamScanner
CamScanner

"تمباکو نوشی یا خودکشی"

۔ تنزیل الرحمن

زندگی ایک نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہے اور جس کی حفاظت کرنا ہم سب کا فرض ہے لیکن صد افسوس آج کا انسان اپنی زندگی کا غم غلط کرنے اور وقتی آسودگی حاصل کرنے کے لئے تمباکو نوشی کا سہارا لے رہا ہے ۔ اور رب کی اس نعمت کو داؤ پر لگا رہا ہے ۔

سگریٹ نوشی ایک خطرناک اور جان لیوا عادت ہے آیئے ہم اس کے مضر اثرات کا جائزہ لیتے ہیں ۔

تمباکو نوشی اور اس کے مضر اثرات

سگریٹ سے نکلنے والے دھوئیں میں بہت سارے مضر صحت اجزاء موجود ہوتے ہیں جن میں نکوٹین، کاربن مونو آکسائڈ، ریڈون کے تابکاری عنصر اور سرطان پیدا کرنے والے اجزاء کار سینوجنیک (CARCINOGENIC) قابلِ ذکر ہیں ۔

نکوٹین :۔ تمباکو کے پتوں کا اصلی جوہر نکوٹین کہلاتا ہے ۔ ایک کلو تمباکو میں تقریباً ایک تولہ نکوٹین ہوتی ہے ۔ یہ ایک ایسا زہر ہے جو اپنی اصلی حالت میں صرف تمباکو میں پایا جاتا ہے ۔ ایک تندرست جوان آدمی کو مارنے کے لیے صرف ۵۰ ملی گرام نکوٹین کافی ہوتی ہے ۔

کاربن مونو آکسائیڈ یہ گیس خون کے سرخ خلیات میں موجود آکسیجن کو تیزی سے ختم کردیتی ہے جس کی وجہ سے دماغ کو آکسیجن کی فراہمی کم ہوجاتی ہے۔ نتیجتاً انسان کو تھکن کا احساس ہوتا ہے اور سر میں درد رہتا ہے ۔

یہ زہریلی گیس دل سے خون لیجانے والی نالیوں میں کولیسٹرول کی مقدار بڑھاتی ہے اور ان نالیوں کو تنگ کرتی ہے جس سے دل کے دورے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں ۔

ریڈون کے تابکاری بھاری عنصر

سگریٹ نوشی کے سلسلے میں صرف یہی سمجھا جاتا ہے کہ نکوٹین اور تارکول وغیرہ، یہی انسانی صحت کے لیے مضر صحت ہے ۔ لیکن حالیہ تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ سگریٹ میں بڑی مقدار میں تابکار مادہ

ریڈون کے تابکاری بھاری عنصر موجود ہوتے ہیں۔ یہ تابکار مادہ پھیپھڑوں، جگر، گردوں، لبلبے۔ یہاں تک کہ ہڈیوں میں بھی جڑ پکڑ لیتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق روزانہ ڈیڑھ پیکیٹ سگریٹ پینے والے کے پھیپھڑوں میں ہر سال اتنی ہی تابکاری ہوتی ہے۔ جتنی سینے کے تین سو ایکسرے کروانے سے ہوتی ہے۔

کارسینوجینک:- سگریٹ کے دھوئیں میں موجود مُضر اجزاء اور گیس جسم میں ایک خاص قسم کا مادہ پیدا کرتی ہے، جسے مولد سرطان (کاسینوجینک) کہتے ہیں۔

سگریٹ کے دھوئیں میں معاون مولد سرطان مادے بھی پائے جاتے ہیں اور یہ دوسرے کیمیکلز سے مِل کر مختلف اقسام کی رسولیاں پیدا کرتے ہیں۔

چوہوں اور دوسرے جانوروں پر برس ہا برس کی تحقیق سے ان باتوں کی تصدیق ہوتی ہے۔ تجربات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ رسولیاں جو عام حالات میں مہلک نہیں ہوتیں۔ سگریٹ کا دھواں انہیں بھی مہلک بنا دیتا ہے۔

سگریٹ کا دھواں کس قدر خطرناک ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی وجہ سے دل، نظامِ تنفس کی بیماریاں، پھیپھڑوں اور دیگر اعضاء کا سرطان اور موتیا بند جیسی بیماریاں ہو جاتی ہیں۔

"انفعالی سگریٹ نوشی"

تمباکو نوشی ایک انفرادی عمل ہے۔ مگر اس کے بُرے اثرات سے ہر دوسرا شخص متاثر ہوتا ہے۔ انفعالی سگریٹ نوشی سے مراد یہ ہے کہ وہ شخص جو خود تو سگریٹ نہ پیتا ہو مگر اس ماحول میں رہتا ہو، جہاں سگریٹ نوشی کی جاتی ہو۔

حالیہ تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ سگریٹ کے دھوئیں سے جس قدر فعالی سگریٹ نوشی کو نقصان پہنچتا ہے۔ اسی قدر نقصان انفعالی سگریٹ نوش کو ہوتا ہے۔

امریکہ کی تحقیقاتی رپورٹوں کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے، کہ سگریٹ نوش والدین کے بچے مختلف امراض کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ ان امراض میں نمونیا، کھانسی، کان کے وسطی حصے کی خرابیاں قابلِ ذکر ہیں۔

تمباکو نوشی سے ہونے والی اموات!

امریکہ میں ہر سال تقریباً چار لاکھ، وفاقی جمہوریہ جرمنی میں ایک لاکھ چالیس ہزار، برطانیہ میں ایک

لاکھ، اٹلی میں 70 ہزار اور آسٹریلیا میں ۲۳ ہزار اموات صرف سگریٹ نوشی سے پیدا ہونے والے امراض سے واقع ہوتی ہیں۔ پاکستان میں بھی سگریٹ نوشی سے پیدا ہونے والے امراض کی وجہ سے ہزاروں اموات ہو رہی ہیں اور ہمارے ملک میں تمباکو نوشی کرنے والوں کی تعداد میں خطرناک حد تک اضافہ ہو رہا ہے جو ایک لمحۂ فکریہ ہے۔

ایک رپورٹ کے مطابق ترقی یافتہ ممالک میں صرف سن ۱۹۹۰ء میں ۲۰ لاکھ افراد تمباکو نوشی کی وجہ سے دوسری دنیا سدھار گئے۔ اس رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ سگریٹ نوشی کا رجحان یوں ہی پروان چڑھتا رہا تو خدشہ ہے کہ ترقی یافتہ ممالک میں سگریٹ نوشی سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد سن ۲۰۲۰ء تک تیس سے چالیس لاکھ سالانہ پہنچ جائے گی، جبکہ ترقی پذیر ممالک میں یہ تعداد 50 لاکھ سے ایک کروڑ افراد سالانہ ہوگی۔

ترکِ تمباکو نوشی کے لیے اقدامات:۔

تمباکو نوشی بری اور جان لیوا عادت ہے۔ تمباکو نوشی کی عادت ترک کرنے کے لئے مضبوط قوتِ ارادی اور بلند حوصلے کی ضرورت ہوتی ہے۔ صرف اسی صورت میں ایک سگریٹ نوشی اس عادت سے چھٹکارا پا سکتا ہے، تاہم حکومتی سطح پر کئے جانے والے اقدامات سے بھی اس کے استعمال میں کمی کی جا سکتی ہے۔ مثلاً۔

- حکومت اس کی فروخت پر بھاری ٹیکس عائد کرے۔
- تمباکو نوشی کے برے اثرات سے لوگوں کو باخبر کیا جائے تاکہ ان میں شعور بیدار ہو اور وہ اس بات کا ادراک کر سکیں کہ سگریٹ نوشی کس قدر مہلک ہے۔
- تمباکو نوشی کی تشہیر ہر سطح پر بند کی جائے۔
- سرکاری دفاتر اور پبلک مقامات پر تمباکو نوشی ممنوع قرار دی جائے۔
- سگریٹ نوشی کے تباہ کن اثرات سے آگاہ کرنے کے لیے اسے نصابِ تعلیم میں ایک مضمون کی حیثیت سے شامل کیا جائے۔

Scanned with CamScanner

ماحول کی آلودگی

مضرات اور مستقبل کے خدشے

خلیل الرحمن

گذشتہ دو تین عشروں سے آلودگی کے مسئلے نے دُنیا کے ہر گوشے کے لوگوں میں بڑی تشویش پیدا کر دی ہے اور اِس وقت پوری دُنیا کے لئے ایک زبردست چیلنج کی صورت اور لمحۂ فکریہ بنا ہوا ہے۔

آنے والی اکیسویں صدی کے تیز ترین صنعتی ترقی کے دور میں ہماری فضا، زمین، مٹی، جنگلات، دریا اور سمندروں کو بڑے دباؤ کا سامنا ہوگا۔ جس کی وجہ سے اس کرۂ ارض پر پائی جانے والی زندگی کی مختلف انواع کو بڑے سنگین خطرات لاحق ہوں گے اور قدرتی توازن بگڑ جانے کی صورت میں تمام مخلوق بقا کے مسئلہ سے دوچار ہو سکتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ماحول کی حفاظت کے اقتصادی پہلوؤں کا بالغ النظری سے جائزہ لے کر ماحول کو بچانے کے فوائد اور اخراجات کا تجزیہ کیا جائے۔ تاکہ مستقبل میں آلودگی کے مسئلے سے بہتر منصوبہ بندی کے ذریعے زہریلے اور ضرر رساں مادوں سے جو کہ بالواسطہ یا بلاواسطہ ماحولیاتی مسائل۔ ہماری صحت، ہماری بہبود اور بقا کے لئے زبردست خطرہ ہیں، بحسن و خوبی نمٹا جا سکے۔ کسی مفلوج اور بیمار قوم سے اکیسویں صدی میں ترقی کے مدارج طے کرنے کی اچھی توقعات ہرگز نہیں رکھی جا سکتیں۔ ترقی یافتہ ممالک نے اس سنگین قسم کے مسئلہ کی طرف بھرپور توجہ دی ہے۔ صرف امریکہ سالانہ ایک صد بلین ڈالر سے زائد خرچ کر رہا ہے۔ ایسے ترقی یافتہ ممالک میں آلودگی کے مسائل مختلف طریقوں سے حل کئے جا رہے ہیں، جس میں ری مسائکل ٹیکنالوجی بھی شامل ہے جبکہ ہمارے ملک پاکستان میں تاہنوز کاغذی کارروائیاں ہی ہو رہی ہیں۔

قدرت نے تمام اقسام کی مخلوق بشمول نباتات و حیوانات کے لئے ایک متناسب ماحول بھی دیا، تاکہ اُس کی مخلوق اسی کرۂ ارض پر زندگی بسر کر سکے۔ چند سو برس قبل تک قدرتی ماحول انسان پر حاوی تھا، لیکن حضرت انسان نے سائنس کی ترقی کے ساتھ ساتھ خاص طور سے دوسری جنگ عظیم کے بعد صنعتی انقلاب آ جانے کی وجہ سے اتنی تیزی سے ترقی کی کہ اس نے قدرتی ماحولیاتی نظام سے توانائی حاصل کرنا شروع کر دی اور رفتہ رفتہ اپنے لئے ایک قسم کا مصنوعی ماحول پیدا کر لیا، اور پھر توانائی کے مختلف ذرائع استعمال کر کے اس کرۂ ارض پر بے شمار تبدیلیاں کیں جس سے اس کے اردگرد کے قدرتی ماحول میں بھی بے پناہ تبدیلیاں رونما ہوئیں، صنعتی شہر قائم ہوئے اور پھر دیہاتی آبادی شہروں کی طرف منتقل ہونا شروع ہوئی جس سے

شہری ماحول میں اور بھی زیادہ بگاڑ پیدا ہوئے۔

آج کا انسان بے شمار کیمیائی مرکبات پیدا کر رہا ہے جس سے ناکارہ زہریلے نقصان دہ مادے اتنی کثیر مقدار میں پیدا ہو رہے ہیں کہ قدرتی عوامل بھی ان کو اپنے میں سمونے یا غیر مضر عناصر میں تبدیل کرنے سے قاصر ہو رہے ہیں اور پھر اس طرح سے ماحول میں مختلف انواع و اقسام کا بگاڑ پیدا ہوتا ہی جا رہا ہے

ماحول کا بگاڑ کئی صورتوں میں ہو رہا ہے جن میں ارضی آلودگی سے بگاڑ، آبی آلودگی سے بگاڑ، اور شور یا صو   آلودگی سے بگاڑ قابلِ ذکر ہیں۔

شجر کاری کی اہمیت اور فوائد سے کم واقف ہونے کی وجہ درختوں کی کمی ہوتی جا رہی ہے۔ یہ ہی جنگلات سیلاب آنے کی صورت میں زمین کی حفاظت بھی کرتے ہیں اور عدم موجودگی کی وجہ سے زمینی کٹاؤ کے مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں جس کی وجہ سے قابلِ کاشت زمین ضائع ہو جاتی ہے اور پھر اس طرح سے غذائی قلت پیدا ہوتی ہے۔ ارضی بگاڑ کی دوسری بڑی وجہ حشرات کش ادویات ہیں جن کے استعمال سے زمین کی زرخیزی متاثر ہوتی ہے۔ ایسی حشرات کش ادویات کا استعمال ترقی یافتہ ممالک میں ترک ہوتا جا رہا ہے۔ ان ہی حشرات کش ادویات کے استعمال کی وجہ سے اعصابی امراض اور سرطان جیسے لاعلاج امراض پیدا ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ حاملہ عورتوں میں بچے کی نشو و نما پر بھی مضر اثرات ہوتے ہیں۔ بعض سائنس دانوں کا خیال ہے کہ ان سے دل کے عضلات پر بھی مضر اثر پڑتا ہے اور بعض قسم کی ایسی حشرات کش ادویات ہی کی وجہ سے شہد پیدا کرنے والی مکھیاں معدوم ہوتی جا رہی ہیں۔ ایک زمانے میں ڈی۔ڈی۔ٹی کا استعمال عام تھا لیکن جب سے اس کے مضر اثرات تحقیق ہوئے استعمال ترک کر دیا گیا۔ اسی طرح کے زیادہ زرعی پیداوار کے حصول کے لئے فاسفیٹ قسم مصنوعی کھاد کے استعمال سے پودوں کی افزائش تیز تر ہوتی ہے، لیکن بارشوں کے ساتھ ان کے کیمیائی مادے آخر کار ندی نالوں سے ہوتے ہوئے دریاؤں اور سمندروں میں پہنچ جاتے ہیں جس کی وجہ سے الجی (کائی) اور دوسرے قسم کی آبی پودوں کی افزائش تیز تر ہو جاتی ہے اور اس طرح سے پانی میں موجود آکسیجن کی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ نتیجتاً آبی حیات بشمول مچھلیاں مر جاتی ہیں۔

اب بات آتی ہے فضائی اور خلائی آلودگی سے بگاڑ کی۔ انسان نے ترقی کے مدارج بھی جوں جوں نقل و حمل کے ذرائع تلاش کئے، جنگی آلات اور نت نئی مشینیں وجود میں آئیں جن میں خلائی شٹل اور راکٹ بھی شامل ہیں، تو ہماری فضا اور خلا کی آلودگی میں بھی اضافہ ہوا۔

اسی طرح موٹر گاڑیوں اور دیگر پٹرول۔ گیسولین استعمال کرنے والی نقل و حمل کے ذرائع اس وقت تشویشناک صورت پیدا کر چکی ہیں۔ صرف ہمارے شہر کراچی میں اس وقت لگ بھگ نو لاکھ ایسی گاڑیاں ہیں جو مسلسل

استعمال کرتی ہیں جو روزانہ ہزاروں ٹن کاربن ڈائی اکسائڈ کاربن مانو آکسائڈ کا سیسہ کے ذرّات خارج کر کے ماحول کو زہریلا بناتی ہیں۔ سیسے کے ذرات خاص طور سے اعصاب کو مفلوج کرتے ہیں اور کینسر بھی پیدا کرتے ہیں۔ جیٹ طیارے اور خلائی شٹل کے ایندھن سے خارج ہونے والی گیسیں اور زیادہ پیچیدہ مسائل پیدا کر رہے ہیں فضائی کرہ کا بالائی حصہ اوزون نامی ایک گیس پر مشتمل ہے جس کا نام بیرونی خلا سے ضرر رساں بالائے بنفشی شعاعوں (ULTRA VIOLET LIGHT) کو جذب کرنا ہے تاکہ اس کرۂ ارض کی تمام حیاتیات نامی گیس کی اس حفاظتی تہہ کو توڑ پھوڑ کر اپنی حفاظتی تہہ سے الگ کر کے نیچے پہنچا دیتی ہے اور یوں یہ قدرتی حفاظتی تہہ کم ہوتی جا رہی ہے جس کی وجہ سے جلد کا کینسر پیدا ہو رہا ہے اور کرۂ ارض کا درجۂ حرارت آہستہ آہستہ بڑھ رہا ہے جس کی وجہ سے خدشات ہیں کہ برفانی علاقے پگھل پگھل کر دریاؤں اور سمندروں کی سطح کو بلند کر کے بہت سے ساحلی علاقوں کو غرق کر دیں گے۔ نہ صرف یہ بلکہ درجۂ حرارت کے بڑھنے سے موسمی تغیّرات سے زمینی ماحول کی تبدیلی کی وجہ سے تمام غذائی کڑیاں متاثر ہو کر انسان کے لئے غذائی قلّت کی صورت میں نمودار ہو سکتی ہیں۔

ایٹمی تجربات سے تابکاری مادوں کے فضلوں کا مسئلہ بھی سنگین ہے۔ اسی طرح آبی آلودگی سے بگاڑ کا مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ ہمارے ہاں زیادہ سنگین ہے اس کی وجہ گندے پانی کی نکاسی کا فرسودہ نظام ہے۔ آبی آلودگی کی ایک اور وجہ ساحلِ سمندر پر جہازوں کی آمد و رفت ہے ان سے خارج ہونے والے فضلے۔ تیل۔ پیٹرولیم۔ کیمیائی اشیاء جو سمندر کی نذر ہوتے رہتے ہیں جس سے آبی حیات متاثر ہوتی ہے۔ ایک اور پیچیدہ مسئلہ تیزابی بارش سے پیدا ہونے والی آلودگی کہلاتی ہے، یہ بھی ایک طرح سے فضائی آلودگی سے منسلک ہے۔ وہ ممالک اور شہر جہاں ایسی صنعتوں کی بہتات ہے جن سے سلفر ڈائی آکسائڈ گیس خارج ہوتی ہے یہ گیس آتش فشاں پہاڑوں سے بھی کثیر مقدار میں خارج ہوتی ہے پاور پلانٹ بھی یہ گیس خارج کرتے ہیں۔ سمندری نباتات بھی اس کا ایک سبب بنتے ہیں۔ یہ گیس فضا میں شامل ہو کر آکسیجن اور ہوا کی نمی کے ملاپ سے گندھک کے تیزاب میں تبدیل ہو جاتی ہے اور اسی طرح خاص طور سے بارش والے صنعتی شہروں میں تیزابی بارش ہوتی رہتی ہے جس کی وجہ سے ایک طرف تو قابلِ کاشت زمین تباہ ہو جاتی ہے تو دوسری طرف دریا۔ سمندروں میں بھی ماحول کو تیزابی بنا کر آبی زندگی کو متاثر کر دیتی ہے۔ کینیڈا اور اسکنڈے نیویا کے دریاؤں میں پائی جانے والی مچھلیاں معدوم ہو چکی ہیں۔ اسی طرح نائٹروجن آکسائڈ بھی تیزابی بارش کا دوسرا ذریعہ ہے۔ یہ موٹر گاڑیوں کے ایندھن اور پاور اسٹیشن سے خارج ہوتا ہے اور یہ بھی آکسیجن اور ہائیڈروجن سے عمل کر کے نائٹرک ایسڈ یعنی شورے کا تیزاب بناتا ہے اسی تیزابی بارش کی وجہ سے مٹی کی تیزابیت میں اضافہ کے باعث مٹی کے غذائی عناصر خاص طور سے المونیم حل ہو کر زہر کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے اس کے علاوہ میگنیشیم اور کیلشیم سے ضروری غذائی اجزاء تیزاب سے متاثر ہوتے ہیں۔

Scanned with CamScanner
CamScanner

اور درخت کمزور اور سوکھ جاتے ہیں۔ زمین کی زرخیزی بھی متاثر ہوتی ہے اسی طرح صنعتوں میں کام کرنے والی مشینوں کی گھڑگھڑاہٹ ہوتی ہے۔ نقل وحمل کے ذرائع میں، رکشہ۔ پُرانی گاڑیاں۔ بسیں شور کی آلودگی پیدا کرتی ہیں۔ جن سے سماعت کی خرابی اور اعصابی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ آج کے نوجوان تیز موسیقی سُننے کے عادی ہیں۔ اسی وجہ سے ایسے لوگ اونچا سُننے کے مرض میں مُبتلا پائے جاتے ہیں۔

جدید تحقیق نے ایک اور قسم کی آلودگی جس کا سبب کلورو فلورو کاربن ہے۔ یہ گیس فضا میں پہنچ کر اوزون (OZONE) نامی گیس کی حفاظتی غلاف کو متاثر کرتی ہے۔ اسی طرح نت نئے تحقیق ہونے والے کیمیائی مُرکّبات فضا یا پانی میں کسی نہ کسی طرح رسائی کر کے انسانی صحت کو متاثر کرتے ہیں۔

ٹ

اہلِ برادری کو ہماری طرف سے
عید مبارک
مُعراج لائٹ ڈیکوریشن سروس
شاپ ۱۲ اسرائے روڈ مانڈوی والا
بلڈنگ سلام سینٹر ڈینسو ہال
فون :- 2421793-2427191
گھر کا پتہ :- R,738 سیکٹر 15A3
بفر زون
نارتھ کراچی فون 6902097

اُرْدُوْ ہے جس کا نام

محمود بقائی :-

"ا" سے ایک "ر" رُلا، "د" سے دینے "و" سے والی یعنی، اردو ہے رُلا دینے والی زبان۔ اردو کا باپ عربی تھا۔ ماں فارسی، نانی سنسکرت، دادی ترکی۔ ماں باپ کے لڑائی جھگڑے تھے، آخر علیحدگی ہوگئی۔ پھر غالبؔ نے نہلایا، مولوی عبدالحق نے کپڑے پہنائے۔ حالیؔ نے کنگھی کی، اقبالؔ نے پوڈر لگایا، اب اُردو باہر گلی میں کھیل رہی ہے۔ ارے! اسے اندر کیوں نہیں بلا لیتے۔

شٹ اَپ۔

یہ انگلش میڈیم اسکول ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اردو ایک فنی زبان بھی ہے (Technical) تو یہ واقعی ایک فنی (Funny) زبان ہے۔ مثال کے طور پر دو قصے نقل کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ ایک مطعم میں کھانا کھانے پہنچے بیرے سے پوچھا کہ مٹن ہے، بیرے نے کہا، جی ہاں مٹر گوشت ہے۔ آلو مٹر، گوبی مٹر، مٹر پلاؤ، ہم نے کہا بھئی مٹن کی بات کر رہے ہیں۔ اسے دوبارہ مٹر کا پیا دا سنایا، ممکن ہے قارئین مجھ سے اختلاف کریں کہ ہم نے بکرے کا گوشت انگریزی میں کیوں طلب کیا تو چلیے، دوسرا قصہ سن لیں۔

ایک بار ایک ٹرین میں سفر کے دوران ایک صاحب کے توشہ دان میں ایک چیز پڑی دیکھ کر ہم نے دریافت کیا کہ یہ کیا چیز ہے۔ کہنے لگے یہ چیز ہے (Cheese) ہے میں نے کہا یہ کیا کیا چیز ہے کہنے لگے یہ مِلک چیز ہے، میں نے کہا یہ تو مجھے بھی معلوم ہے کہ یہ مُلکی چیز ہے مگر یہ ہے کیا چیز بھئی، یہ چیز چیز ہے جسے آپ اردو میں پنیر کہتے ہیں۔

اسی طرح بعض جملوں میں بھی آپ بہت کنفیوز ہو سکتے ہیں مثلاً

دو کو مت جانے دو۔

اُردو کے مغلظات بھی بہت مہذب ہوتے ہیں۔ مثلاً "کُتا" مذکر ہے اور کتیا مونث مگر غصے میں کسی کو کتی بھی کہا جائے تو کوئی اعتراض نہیں، مذکر، مونث پھر یاد آیا کہ واحد جمع بھی خوب ہیں خاص طور پر انگریزی سے متاثر ہونے کے بعد اس کی شکل کچھ یُوں ہوگئی ہے جیسے (نیس) کی جگہ فیسوں کی جگہ کالجوں ٹیلیس کے بدلے ٹیلیفون۔ ریٹوں وغیرہ کے الفاظ بہت سے قابل

حضرات بھی روانی سے بولتے نظر آئیں گے۔ یُوں اس لشکری زبان کے لشکر میں اس طرح کے بہت سے الفاظ کا اضافہ ہوگیا ہے۔ حالانکہ اُردو زبان کا لشکر پہلے ہی بہت بڑا تھا۔ اب آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ اس لشکری زبان کی ایک مزیدار بات یہ ہے کہ الفاظ بہت ملتے جُلتے اور ہم قافیہ ہوتے ہیں مثلاً ہمارے ہاں صرف بدبو کو ( ) کہہ کر کام نہیں چلایا جاتا بلکہ یہاں تو "مچھلی کی بساند ہے۔ گوشت کی سڑاند ہے۔ ہلدی کی ہراند ہے۔ چربی کی چراند ہے۔
غرض اردو کے آگے سب کچھ ماند ہے

⁂

اصفیہ کوثر
بنتِ حافظ محمد اظہار

"جدید پرچۂ جغرافیہ

(ہر اس جماعت کے لئے جو سیاسی نہ ہو)

وقت = بہت سہانا۔
نمبر = مساوات کی خاطر رکھے ہی نہیں گئے۔
نوٹ = جتنے چاہیں سوال حل کریں مگر جواب کا بھید از عقل ہونا ضروری ہے۔

سوال نمبر I = اگر زمین گول ہے تو پھر یہ گول ہی کیوں ہے؟ اس کے چپٹا ہونے میں آخر کیا حرج ہے؟
(ب) = اگر زمین انڈے کی طرح گول ہے تو پھر بغیر مرغی کے کیوں برآمد ہوگئی؟

سوال نمبر ۲ = دریائے کابل کہاں واقع ہے؟ اس کا بحر الکاہل سے کونسا خاندانی رشتہ ہے؟ مفصل بیان کریں۔

سوال نمبر ۳ = پاکستان کے بڑے بڑے ڈبل روٹی کے بنانے کے کارخانوں کے نام لکھیئے؟ نیز وہ ہماری صحت کا جنازہ نکالنے کے فرائض کس کس طرح انجام دے رہے ہیں؟

سوال نمبر ۴ = وسیم اکرم اور وقار یونس کا نام سُن کر بھارتی بیٹس مین کے چہروں پر جو خطوط عرض بلد اور طول و بلد ظاہر ہوتے ہیں ان کا نقشہ کھینچ کر دکھائیں۔

سوال نمبر ۵ = محمود غزنوی نے سومنات پر کتنے حملے کئے تھے؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ اس نے 18 حملے کیوں نہیں کئے۔؟

سوال نمبر ۶ = سروے کے بعد حسب ذیل چیزیں نقشے پر دکھائیں۔

(الف) ۔ کراچی میں مکھیوں اور مچھروں کے کارخانے اور تجربہ گاہیں۔
(ب) ۔ حیدرآباد کی وہ گلیاں جہاں دن میں بھی لالٹین کی ضرورت رہتی ہے۔
(ج) گندی گلیاں۔مغلیہ دور میں تعمیر ہونے والی جدید گلیاں۔ دونوں کو علیحدہ علیحدہ رنگوں میں ظاہر کریں۔

"پھلجھڑیاں"

اصفیہ کوثر

۱۔ اکرم :۔ سُنا ہے تمہاری مرغی سائیکل کے نیچے آگئی تھی۔ مری تو نہیں بیچاری۔
اسلم۔ نہیں یار! وہ تو بچ گئی ہے، مگر اب ٹوٹے ہوئے انڈے دینے لگی ہے۔

۲۔ ایک دیہاتی شہر میں آیا تو اُس نے دیکھا کہ ایک حلوائی کڑھائی میں دھار باندھ کر دودھ ڈال رہا ہے۔ دیہاتی کافی دیر تک دیکھتا رہا، پھر حلوائی سے کہا۔
"بھائی دو گز دودھ مجھے بھی دیدو۔"

۳۔ ایک اسکول میں دو لڑکے آپس میں لڑ رہے تھے۔
پہلا بولا :۔
ایک ایسا تھپڑ ماروں گا کہ گال پراٹھا بن جائے گا۔"
دوسرا بولا :۔
"پراٹھا تو میں گھر سے لے آیا ہوں۔ اگر ہوسکے تو تھوڑا سا آملیٹ بنا دو۔"

۴۔ مالک مکان (کرائے دار سے) "آپ کو یہ احساس کب ہوا کہ چھت سے پانی ٹپک رہا ہے؟
کرائے دار :۔ جناب کل جب میں چھت کے نیچے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا سوپ پی رہا تھا تو سوپ ختم ہونے میں دو گھنٹے لگے۔"

۵۔ نئے کرائے دار نے مالک مکان سے کہا۔

جناب میری بات کا یقین کیجئے میں بہت اچھا کرائے دار ہوں، ثبوت کے طور پر گزشتہ مالک مکان کو دیکھ لیجئے وہ ابھی تک رو رہا ہے۔"

مالک مکان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن مجھے رونے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی کیونکہ میں ایک سال کا کرایہ ایڈوانس لیتا ہوں۔

"بیوی نامہ"

رابعہ کوثر

★ وہ زبانوں کے علوم کا ماہر اور ماسٹر آف لینگویجز ہے مگر اس کا اپنی بیوی کی زبان پہ کوئی بس نہیں چلتا۔

★ میری باتوں پر آخری بار بیوی نے جب ہاں کی تھی، جب میں نے اس کو شادی کی پیش کش کی تھی۔

★ وہ دُنیا کا واحد شوہر ہے جو اپنی بیوی سے جیت جاتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک ماہر وکیل ہے۔

▽ غم کے بعد خوشیاں نصیب ہوتی ہیں اس کا اندازہ بیوی کی موت کے بعد ہوا۔

□ دُنیا کی تمام خواتین ناول نگار مرد کو ظاہر کرتی ہیں۔ اگر اس میں صداقت ہوتی تو دُنیا میں بیوہ عورتوں کی تعداد کیوں زیادہ ہے۔

△ میں اپنے سُسر پر فراڈ کا مقدمہ دائر کروں گا۔ انہوں نے گھٹیا مال کو بیوٹی پارلر سے ڈینٹنگ پینٹنگ کرا کر میرے حوالے کر دیا اور یہ راز شادی کے بعد مجھ پر کھلا۔

شادی کے بعد

رابعہ کوثر

شادی کے بعد میری زندگی میں بہت سی تبدیلیاں آئیں۔ مثلاً

○ میرے والدین جو پہلے مجھے "دلارا" کہتے تھے اب "بیچارا" کہتے ہیں۔

○ پہلے میں صرف "کھاتا" تھا۔ اب ساتھ "پکاتا" بھی ہوں۔

○ پہلے صرف "آزادی" تھی۔ اب گھر میں سات بچوں کی "آبادی" بھی ہے۔

○ پہلے گھر میں صرف "شور شرابہ" ہوتا تھا۔ لیکن اب "خون خرابہ" بھی ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

- پہلے اپنے امیر سسرالیوں پر "اتراتا" تھا۔ اب ان سے "کتراتا" ہوں۔
- پہلے خوب "چہکا" کرتا تھا۔ اب ہر وقت "دبکا" رہتا ہوں۔
- پہلے اس کی ہر بات "سراہتا تھا"۔ اب ہر وار پر "کراہتا" ہوں۔
- پہلے میرا دل "جھومتا تھا"۔ اب ہر وقت دماغ "گھومتا" ہے۔

فہمینہ کوثر
پشاور

"دبا دو"

ایک خاتون پالتو جانوروں کی دکان میں گئیں اور وہاں انھوں نے نوکیلی چونچ والی ایک بڑی سی چڑیا دیکھی۔ انہوں نے دکاندار سے پوچھا:

"اس انوکھی چڑیا کو کیا کہتے ہیں؟"

دکاندار نے جواب دیا۔

اس کا نام "سم سم" ہے اور اس کی نسل علی بابا کے زمانے سے چلی آرہی ہے۔"

خاتون نے پوچھا۔

"یہ کرتی کیا ہے؟"

دکاندار نے جواب دینے کے بجائے چڑیا سے کہا:۔

"کرسی دبا دو —"

چڑیا اڑ کر گئی اور کرسی کو چٹ پٹ ہڑپ کر گئی۔ خاتون کو بڑی حیرت ہوئی۔ انہوں نے چڑیا سے کہا:۔

"میز دبا دو"

چڑیا اڑ کر گئی اور میز کو ہڑپ کر گئی۔ خاتون نے کہا:

"میں یہ چڑیا ضرور خریدوں گی —"

دکاندار نے جب وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا:۔

"شام کو جب میرا شوہر دفتر سے گھر آئے گا تو پوچھے گا یہ کونسی چڑیا ہے میں کہوں گی اس کا نام سم سم ہے اور اس کی نسل علی بابا کے زمانے سے چلی آرہی ہے۔ پھر حسب معمول وہ جوتے اتار کر پاؤں پھیلاتے ہوئے کہے گا" بہت تھک گیا ہوں" ذرا میرے پاؤں دبا دو —"

٥ "مریہ بڑی سیدھی نظر آرہی ہے، ذرا پوچھو تو!"
"مریہ کو لگائی ہے ساس نے پٹائی، جلیبی کی سیدھی بھوؤں کو تیر کی طرح ٹیڑھا کرنے والی بپھری ہوئی ساس کی پٹائی"

آج ہی آزمائیے

٥ چھوٹے! کتاب پڑھو گے۔
"ارے چھوڑو یار! جب مائیکرو جیسی بڑی سہولتیں موجود ہیں ان کتابوں کو کون پوچھے؟"
"سب سے اچھی بات، سب سے سہل بات نقلیات"

---

٥ جیت گئی ممی، ہار گئے ڈیڈی
"ممی نے ڈیڈی سے ہر بات منوائی"
"جھاڑو بھی لگوائی، برتن بھی دھلوائے"
"ممی میری ممی"
"ہائے بے چارے ڈیڈی"

٥ کیا بات ہے! آج کل سب کے بارے میں معلومات کر رہے ہو"
"کیوں معلومات کرنا بری بات ہے کیا"
"ارے گرین کارڈ والی تو دیکھاؤ"
"کیوں بلو کارڈ والی نہیں دیکھیں گے"
"نہیں بھائی۔ لڑکی تو مجھے چاہیئے گرین کارڈ والی ہی۔ یہ بات ہے لڑکے کے کیریکٹر کی اور گرین کارڈ پہ مجھے پورا بھروسہ ہے"
"گرین کارڈ ہے تو سب کچھ ہے"

٥ ہمارے گھر باجی کی سہیلیاں بڑے شوق سے آتی ہیں لیکن اس کی وجہ باجی کی محبت نہیں بھائی جان ہیں۔
اسمارٹ خوبصورت پولیس افسر۔
لڑکیاں بھائی جان پہ ایسے لٹو ہوتی ہیں کہ بس۔
لاجواب"

---

٥ ہمارے گھر اب چائے پینے کوئی نہیں آتا۔
اسکی وجہ چائے کی پتی نہیں بلکہ بیگم کے ہاتھ ہیں۔
کالی، پھیکی اور بدمزہ چائے۔
بیگم چائے کو ایسا بدذائقہ بنائے کہ بس
خانہ خراب ہو جائے"

٥ " لو ٹیم تیار ہو گئی "
" اب اگر چیئرمین جلدی سے عمران کو کپتان بنا دیں تو مزا آجائے"
" اور اگر میانداد ہو تو"
" میانداد کو کپتان بنا کر لڑکوں سے ان کی
" اور اگر میانداد ہو تو "
" میاں داد کو کپتان بنا کر لڑکوں سے ان کی بات منوانا مشکل کام ہے "
" میں میاں کو ہی نہیں اکرم کو بھی کپتان بنا سکتا ہوں"
" کیوں کیا سیاست سیکھ لی ہے"
" پاکستانی ٹیم منٹوں میں تیار"۔
" اور منٹوں میں صاف"

٥ " تمہاری ٹیم کی حالت اب کیسی ہے؟"
" مجھے تو ٹیم کی ناقص کارکردگی سے نجات مل گئی"
" بھئی تم نے کیا علاج کیا؟"
" اس میں علاج کی کیا ضرورت ہے زمبابوے اور سری لنکا
جیسی ٹیمیں جو ہیں۔ ان کے ساتھ میچ رکھو پھر اثر دیکھو"

٥ " معاف کیجیے گا مجھے ڈاکہ ڈالنے میں تھوڑی دیر ہو گئی ذرا پستول لینے رک گیا تھا"
" ہمیں کسی پستول کی نہیں کلاشنکوف کی ضرورت ہے۔
" کلاشنکوف، کلاشنکوف، کلاشنکوف"
" خبردار، کلاشنکوف کو لائسنس کی پہنچ سے دور رکھیں۔
استعمال کرتے وقت میگزین اچھی طرح چیک کر لیں۔
" وزارت تحفظ ڈاکہ زنی"

صائمہ ریاض یوپی سوسائٹی

Scanned with CamScanner
CamScanner

طنز و مزاح

پلان

افراح سلیم

پاگل خانے کے دو ڈاکٹر ایک مریض کے پاس جاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں۔ کیوں بھئی اب تو تم ٹھیک ہو اب گھر جا کر کیا کرو گے؟ وہ کہتا ہے گھر جاؤں گا اور وہاں سے جوتی اٹھا کر تمہاری پٹائی کروں گا۔ ڈاکٹر کہتے ہیں ابھی یہ ٹھیک نہیں ہوا۔ کچھ عرصے کے بعد پھر جاتے ہیں اور اس سے پھر وہی بات پوچھتے ہیں کہ کہو کیا حال ہیں وہ کہتا ہے کہ بھئی ٹھیک ہوں وہ پوچھتے ہیں گھر جا کر کیا کرو گے؟ وہ کہتا ہے کہ بابا کچھ آمدنی کے لیے روزگار تلاش کروں گا۔ ڈاکٹر بولتے ہیں کہ اب یہ ٹھیک ہو گیا ہے اس کو چھٹی دے دو۔ پھر دوسرا ڈاکٹر پوچھتا ہے آگے کیا کرو گے۔ وہ کہتا بابا نوکری کروں گا۔ پھر اللہ نے چاہا تو گھر بھی بناؤں گا پھر اور اللہ نے چاہا تو شادی کروں گا پر جب میری بیوی سو جائے گی نہ اس کی بیل والی جوتی اٹھاؤں گا اور تم دونوں کی پٹائی کروں گا۔

محمد طاہر

"پرانی موٹر"

عجب ایک بارسا، مرادِ پہیوں نے اٹھایا ہے،
اسے انسان کی بدبختی نے جانے کب بنایا ہے
نہ ماڈل ہے، نہ باڈی ہے، نہ پایہ ہے نہ سایہ ہے
پرندہ ہے جسے کوئی شکاری مار لایا ہے
کوئی شے ہے کہ بَین جسم و جاں معلوم ہوتی ہے
کسی مرحومہ موٹر کا دھواں معلوم ہوتی ہے

یہ چلتی ہے تو دو طرفہ ندامت، ساتھ چلتی ہے
بھرے بازار کی پوری ملامت ساتھ چلتی ہے
بہن کی التجا، ماں کی محبت، ساتھ چلتی ہے
وفائے دوستاں بہر مشقت، ساتھ چلتی ہے
بہت کم اس "کو خواب انجن چلاتا ہے"
عموماً زورِ دستِ دوستاں ہی کام آتا ہے

دمِ رفتار دنیا کا عجب نقشہ دکھائی دے
سڑک بیٹھی ہوئی اور آدمی الٹا دکھائی دے
نظامِ زندگی بھی تہہ و بالا دکھائی دے
یہ عالم ہو تو اس عالم میں آخر کیا دکھائی دے
روانی اسکی اک طوفانِ وجد و حال ہے گویا
کہ جو پرزہ ہے اک بھرا ہوا قوال ہے گویا

شکستہ ساز میں بھی، محشرِ نغمات رکھتی ہے
توانائی نہیں رکھتی مگر جذبات رکھتی ہے
پرانے ماڈلوں میں کوئی اونچی ذات رکھتی ہے
ابھی پچھلی صدی کے بعض پرزہ جات رکھتی ہے
غمِ دوراں سے اب تو یہ بھی نوبت آگئی اکثر
کسی مرغی سے ٹکرائی تو خود چکی گئی، اکثر

آج کے طالب علم کی دعا

طنز و مزاح

ثوبیہ اطہر

لب پہ آتی ہے دُعا بن کے تمنا میری
زندگی کھیل کی صورت ہو خدایا
دور کرکٹ کا میرے دل سے اندھیرا ہو جائے
ہر جگہ میری بیٹنگ سے اجالا ہو جائے
ہو میرے دل سے یونہی میری ٹیم کی زینت
جس طرح میانداد سے ہوئی ٹیم کی زینت
عمر بھر کھاؤں پیوں موج کروں عیش کروں
چیک وہ مجھ کو دلا دیں میں انہیں کیش کروں
ہو میرا کام کپتان کی حمایت کرنا
سٹھ گئے ہوں جو سلیکٹر ان کی مرمت کرنا
میرے اللہ پڑھائی سے بچانا مجھ کو
جس میں پیسہ ہو وہی راہ دکھانا مجھ کو

لڑکیوں کے دل میں ماں باپ کی عزت فطری ہے

"عزت" آخوند زادی آنسہ (ع نا کنول)

عزت ایک سہ حرفی لفظ ہے مجموعی اعتبار سے بہت چھوٹا سا لفظ ہے معنیٰ کے اعتبار سے بھی نہ بڑا ہے اور نہ ہی کوئی الجھا ہوا ہے، سیدھا سادہ چھوٹے سے معنیٰ تکریم، بزرگی ہے۔ اصطلاحی معنیٰ کے اعتبار سے بہت وسیع مفہوم ہے نہ وقت ہے اور نہ اس رسالے میں گنجائش ہے کہ جو اس لفظ کی تشریح کی جاسکے، بہرکیف اتنا جاننا ضروری ہے کہ ہر لفظ کے دو معنی ہوتے ہیں ایک ظاہری معنوی دوسرے باطنی حقیقی ہوتے ہیں جب ہم حقیقی معنیٰ میں عزت کو دیکھتے ہیں تو محسوسات کے ذریعے یا مشاہدات کائینات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ساری عزت و بزرگی نہ ختم ہونے والی اللہ کے لیے ہے، اللہ ہی ہے جو اپنی اس صفت میں سے کچھ حصہ بندوں کو عطا کرتا ہے جیسا کہ قرآن میں بھی ہے کہ اللہ جسے چاہے عزت دے جسے چاہے محروم کردے، بندوں میں عزت کے کچھ مدارج ہیں۔ یعنی ایک عزت وہ ہوتی ہے جو بندہ قوت سے حاصل کرتا ہے ایک عزت وہ ہوتی ہے جیسے بندہ افرادِ زر سے حاصل کرتا ہے۔ اور اسی طرح ایک بندہ شانِ شوکت اور وجاہت سے حاصل کرتا ہے لیکن یہ ساری عزتیں غیر مستحکم ارضی اور فانی ہوتی ہیں۔ ایک عزت وہ ہوتی ہے جو انسان اپنی صلاحیت اور فنِ کمال سے حاصل کرتا ہے یہ بھی مستحکم نہیں ہوتی جو عزت بندے کو اللہ کی طرف سے ملتی ہے وہ دائمی اور غیر فانی ہوتی ہے۔ اس کے بھی دو مدارج ہیں، ذہنی فکری، دوسرا منصبی۔ فکری عزت میں انسان کی محنت کا دخل ضرور ہوتا ہے۔ لیکن عنایاتِ الٰہی کے بغیر نہیں جیسے۔!

امام غزالی۔ حکیم افلاطون۔ حکیم ارسطو۔ حکیم لقمان۔ البیرونی۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان کو صدیاں گزر جانے کے بعد بھی پوری دنیا کے انسانوں میں ذی وقار ہے یا انبیاء کرام صدیقین۔ شہداء صالحین۔

عزت کے یہ وہ مقام ہیں کہ جو نہ صرف انسان کے ذہنوں میں ہیں بلکہ قلوب میں جاں گزیں ہیں۔ چنانچہ ان دونوں عزتوں کا تعلق خون کے اشتراک سے ہے، یہ اشتراک سے ہے۔ یہ اشتراکیت بیوی۔ ساس، سالیاں، اور ان کے متعلقین کے ساتھ وابستہ ہے لیکن اصل عزت کا تعلق ماں باپ اور اولاد کے درمیان ہے یہ بھی دو صفوں میں تقسیم ہے۔ صفت اوّل اولاد نرینہ یعنی لڑکے اور صفت دوسری لڑکیاں ہوتی ہیں

Scanned with CamScanner

قدر و منزلت کے لحاظ سے دونوں ہی صنفیں ایک ہی دائرے میں ہیں بار بار قرآن نے بھی اور اس سے قبل طوریت انجیل زبور میں بھی اللہ نے دونوں صنفوں کو مشترکہ طور پر حکم دیا ہے کہ ماں باپ کا احسان مانو، ان کی عزت کرو ان کی بزرگی کا احترام کرو عطاعت گزار اور فرماں بردار رہو، لیکن فطری طور پر ازل سے لڑکیوں کے دل میں ماں باپ کی قدر و منزلت عزت و تکریم صحبت، ہمدردی کچھ زیادہ ہی ہوتی ہے یہ فطرت انسان، اوّل حضرت آدم علیہ السلام اور ماں حوّا کی وہ بیٹی جو ہابیل اور قابیل کے قتل کے بعد تنہا رہ گئی تھی اور اپنے آپ کو مظلوم بے سہارا بے کس، ناتواں جان کر ماں باپ سے بذریعہ احترام شفقت کی طلب گار رہی ہیں۔ یہی فطرتِ انسان میں ودیت ہوتی رہی۔ آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنی دختر ان سے انسیت، الفت، اتنی تھی کہ ان کا دُکھ درد گوارا نہ کر سکتے تھے، صرف بیٹی کے ہی غم کا تصوّر تھا، جو آپؐ نے اپنے فرزند پر نواسے کو ترجیح دی، یہی شفقت پاکر حضرت بی بی فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ صرف والہانہ محبت و عقیدت تھی بلکہ پورے طور پر ممد و معاون اور قدم قدم پر اپنی والد کی عزت کو اپنے لیے باعثِ فخر سمجھتی تھیں انھیں کی تعلیم اور روش نے پوری مخلوقِ انسانی کی لڑکیوں میں فطرت منتقل کی اس تشکیل فطرت میں اللہ کی رضا اور الہام شامل ہے۔ لڑکی یہ سمجھتی ہے کہ ہمارے ماں باپ جس محنت شاقہ سے تعلیم و تربیت کے ساتھ پروان چڑھا سکتے ہیں اور فطرتِ انسان کی تکمیل کے لیے اپنے حیثیت سے زیادہ ایثار کے ساتھ دوسرے کے ساتھ یعنی انسان سے رشتۂ ازدواج میں منسلک کر دیتے ہیں اور لڑکی رخصت ہو کر اپنی تمام محبت منتقل کر دیتی ہے اس محبت کی بقاء اور زندگی کی فلاح کامرانی کے لیے اپنی والدین کو عزت دیتی ہے اس لیے کہ وہ دو مشترک خاندانوں میں منقسم ہو کہ اپنی عزت و ناموس اور منصب و وقار صرف ماں باپ کی عزت کے ہی ذریعے حاصل کر سکتی ہے۔

منتخب اشعار

ایک ہمسائے سے میں نے ایک دن رو کر کہا ÷ سو کھ کر وہ فکرِ روزی میں چھوارا ہو گیا
ہنس کے وہ بولا کہ بھائی یہ تو اچھا ہی ہوا ÷ عید کے دن شیر خرمے کا سہارا ہو گیا

لوگ ناحق شور کرتے ہیں ملاوٹ کے خلاف! ÷ یہ غلط ہے قوم کا اس سے کباڑا ہو گیا
میری سنیئے! میں نے مرنے کے لیے کھایا تھا زہر ÷ کچھ ڈکاریں آئیں میرا پیٹ ہلکا ہو گیا

(انتخاب:۔ حبیب الرحمٰن)

Scanned with CamScanner

ثنا کی گڑیا

ثنا کوثر یوسف

ثنا کی گڑیا جادو کی پڑیا
رنگت ہے گوری، گاتی ہے لوری
پھولوں کے بالے، کانوں میں ڈالے
کھاتی ہے ٹافی، پیتی ہے کافی
جب مسکرائے، موتی لٹائے
کہلائے سادہ پہنے غرارہ
ثنا ہے پیاری
گڑیا ہے نیاری

لفظوں کی مہک

(محمد فہد)

جس جگہ بھی رہیے جہاں بھی جائیے
سچے لفظوں کی مہک پھیلائیے
زندگی کے لالہ زاروں میں کہیں
دھوپ ہو تو ابر بن کے چھائیے
چاند بھی اچھا ہے سورج بھی مگر
آپ راستے کا دریا بن جائیے
لوگ تو صدیوں کو اپنا کر گئے
کوئی لمحہ آپ بھی اپنائیے
آپ گھر میں روشنی کے نام کا
ایک ہی جگنو سہی چمکائیے

اقوالِ زریں

(ثنا کوثر یوسف)

- حیا بھی ایمان کا ایک حصہ ہے۔
- اخوت، محبت اور اتفاق ہی میں ہماری بھلائی ہے۔
- شرک کے بعد بدترین گناہ آزارِ خلق ہے۔
- ایمان کے بعد افضل ترین نیکی خلق کو آرام دینا ہے۔
- پڑوسی کو ستانے والا دوزخی ہے اگر پوری رات عبادت کرے اور تمام دن روزہ رکھے۔
- علم ایک لازوال دولت ہے۔
- ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے۔
- ایماندار تاجر کا مرتبہ عابد کے مرتبے کے برابر ہے۔
- انسان خدمت میں عظمت ہے۔
- دل کا سکون چاہتے ہو تو حسد سے دور رہو۔

Scanned with CamScanner

خوشبو :

(نازنین محمد احمد)

ہوا نے جب پھول کو چوما تو خوشبو نے جنم لیا خوشبو جو کھلتی ہوئی کلی کی مسکراہٹ بھی ہے اور مرجھائے ہوئے شگوفے کا نوحہ بھی جو ہوا کی سانسوں میں اتر کر خزاں نصیب درختوں کی مسیحائی کرتی ہے اور اس عمل میں جاں سے گزر جاتی ہے خوشبو جو محبت کی طرح ہفت آسماں کی طرح دوستی کی طرح مہرباں نیکی کی طرح یاد رہنے والی اور رفاقت کی طرح دکھ بٹانے والی ہے جو بچپن کی ہے جو بچپن کی سہیلی کی طرح ماتھے پر ہاتھ رکھ دیتی ہے اور ماں کی طرح پل بھر میں وجود کے سارے دکھ چن لیتی ہے

ساز دل بے صدا ہو گیا
درد خود ہی دوا ہو گیا

(پہچان)

شائستہ اشتیاق

یوتھ سوسائٹی

مجھے کون جانتا ہے میں کون ہوں اور کیا ہوں
میں اس جہان بندگی میں خود ہی گمنام ہوں

میں وہ قلب مضطرب ہوں جسے کل سے کل نہ آئے
کل تک تھی جسکی میں شناسا آج اسی کیلئے اغیار ہوں

جو کہتے تھے ہم کو ہم نشین آخر وہی اجل لے گئے
اتنی جلدی بدل گئے اس انقلاب پہ ابھی تک حیراں ہوں

وابستہ تھے تجھ سے جو بندھن وہ ٹوٹ سے گئے!
جب تو ہی پشیماں ہیں تو میں کیوں پشیماں ہوں!

جان بوجھ کر راہ غم میں میرے احباب کانٹے بو گئے!
کیا تم نہیں جانتے تھے میں کون ہوں اور کیا ہوں!

افکارِ پریشان

شائستہ اشتیاق
یوپی سوسائٹی

کہاں رہا زندگی میں اب وہ کیف باقی
کر لے ڈوبی مجھکو ہی میری سادہ اوراقی

جس دل میں میرے کل تک امیدوں کا ہجوم تھا
سب امید کے دیئے بجھ گئے کچھ بھی نہ رہا باقی

ہر گھڑی پھر بری گھڑی ہے ہزار امید قربا ہو
معصوم چہرے بھی فریب دیتے رہے مریم کا تقدس نہ رہا باقی

چھپا کے داغ جگر کو میں نے فضول امیدیں بڑھالیں
کشتیاں تو ساری جل گیئں واپسی کا رستہ نہ رہا باقی

کیوں بھول گئے یہ انساں انساں ہے خدا ہو نہیں سکتا
پھر کس لیئے شاداں ہو جبکہ ایک سفر اور ہے باقی

کتابیں چھین لی جائیں گی ایک دن مکروہ چہروں سے
ملمع کیا کرے گا پیمانہ کہاں رکھوگے جب کچھ نہ رہے گا باقی

"اقوالِ زرّین"

۱۔ جاہل کی باتوں کو برداشت کرنا عقل کی زکوٰۃ دینا ہے۔

۲۔ محبت۔ وفا۔ خلوص۔ آپس کے فاصلے کو مختصر کر دیتی ہے۔

۳۔ برستا ہے تو بادلوں کی طرح برسو وہ نہ صرف پھولوں پر برستے ہیں بلکہ کانٹوں پر بھی برستے ہیں۔

۴۔ خوش مزاج آدمی ٹوٹے ہوئے دل کی دوا ہے۔

۵۔ پت جھڑ کے پتوں کو حقیر نہ جانو ان میں بہاروں کا راز چھپا ہے۔

۶۔ اس خوشی سے دور رہو جو کل غم کا نشان بن کر دکھ دے

۷۔ آدمی کا بہترین معلم تجربہ ہے اور زندگی کی ٹھوکریں اعلیٰ تعلیم کا ذریعہ ہیں۔

۸۔ گناہ کا آغاز مکڑی کے تار کی مانند نازک ہوتا ہے اور انجام جہاز کے رسے کی طرح مضبوط اور ناقابل شکست ہوتا ہے۔

۹۔ خود تم سے بڑھ کر تم کو اور کوئی مشورہ نہیں دے سکتا۔

۱۰۔ حق پر چلنے والے کا پاؤں شیطان کے سینے پر ہوتا ہے

۱۱۔ عورت انسان کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔

۱۲۔ زبان دوست ہو جائے تو دل بھی دوست ہو جاتے ہیں۔

۱۳۔ زندگی کا بہترین سرمایہ اچھی کتاب ہے۔

۱۴۔ لوگوں کے آگے جھکنے سے بہتر ان سے مایوس ہو جانا بہتر ہے۔

۱۵۔ عزت اتنی کرو کہ دوسرا بھی تمہاری عزت کرے۔

۱۶۔ انسان کا سب سے بڑا بوجھ غصہ ہے

۱۷۔ ہر انسان اپنے اندر ایک بے باک انسان رکھتا ہے اور وہ ہے اسکا "ضمیر"۔

۱۸۔ سب سے بہتر دولت جو آئندہ نسلوں کے لئے چھوڑی جا سکتی ہے وہ ہے "اچھا چال چلن"

۱۹۔ خوش قسمت ترین انسان وہ ہے جو شخص خوشی کو "چھاؤں" اور غم کو "دھوپ" سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔

۲۰۔ بری بات زبان سے نکالنے سے بہتر ہے کہ انسان خاموش رہے۔

(ثمرین نعیم)

کون کیا تھا؟

۱۔ جدید ترکی کے بانی کمال اتاترک ایک کلرک کے بیٹے تھے۔

۲۔ کرسٹوفر کولمبس جس نے امریکہ دریافت کیا جولاہے کا بیٹا تھا۔

۳۔ امریکی صدر آئزن ہاور پہلے اخبار فروش تھے

۴۔ روس کا سابق ڈکٹیٹر اسالن ایک موچی کے گھر پیدا ہوا۔

۵۔ روس کے سابق وزیر اعظم نکیتیا خروشیف نے ابتداء میں مویشی چرائے اور لوہار کا کام کیا تھا۔

۶۔ حکیم لقمان بچپن میں موم بتیاں بناتے تھے۔

۷۔ شمالی ویت نام کے آنجہانی صدر ہوچی منہ ایک جہاز کے قلی تھے۔

۸۔ فرانس کا عظیم حکمران نیولین ایک اخبار فروش تھا۔

مرسلہ: ربیعہ خلیل

جماعت چہارم۔

•- حلال روزی کمانے والے کے دل کو خدا نور سے بھر دیتا ہے۔

•- علم کے بغیر عمل اور عمل بغیر علم بیکار ہے۔

لطیفے

محمد جواد یوسف

1- ایک کنجوس آدمی سے اسکے دوستوں نے مسجد کے لیے چندہ مانگا اس نے پانچ ہزار کا چیک لکھ دیا سب نے اسکی تعریف کی اور پھر کہا اس پر دستخط بھی کردیں۔
کنجوس نے کہا میں نیک کاموں میں اپنا نام پوشیدہ رکھتا ہوں۔

2- دکان کے مالک نے نوکر سے کہا" میں تھوڑی دیر میں باہر سے آتا ہوں اگر کوئی گاہک آئے تو اسکے آرڈر کی تکمیل بڑی خوش اسلوبی سے کرنا۔
تھوڑی دیر بعد مالک نے آکر پوچھا کہ کوئی آیا تھا؟
نوکر نے جواب دیا جی ہاں
کیا آرڈر دیا اس نے؟
اس نے بولا دونوں ہاتھ اوپر کرکے کھڑا ہو جاؤ۔ میں نے اس کے آرڈر کی تکمیل کی تو اس نے روپوں کا بکس اٹھایا اور دکان سے باہر چلا گیا

3- میدان جنگ میں ایک سپاہی زخمی ہوگیا۔ تو اس نے اپنے گھر خط لکھا کہ میرے لیے دعا کرو میں سخت بیمار ہوں جواب میں اس کے بیٹے نے لکھا کہ" ابو اس سال ہمارے اسکول سے ان بچوں کو بیرون ملک بھیجا جائے گا جن کے والد یا بڑے بھائی میدان جنگ میں شہید ہوں گے تبائیے میں کیا کروں؟

مرسلہ : طلحہ خلیل
جماعت : پنجم

معلومات

۱۔ دنیا کا سب سے لمبا دریا 4160 میل لمبا دریا نیل ہے۔
۲۔ دنیا کے سب سے بڑے ساحل کا نام کاکس بازار (بنگلہ دیش) ہے
۳۔ دنیا کا سب سے چوڑا اور گہرا دریا دریائے ایمزن ہے۔
۴۔ دنیا کا سب سے بڑا سمندر بحرالکاہل ہے جسکا رقبہ 638000 مربع میل ہے
۵۔ دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام پاکستان میں ہے۔
۶۔ دنیا کی سب سے بڑی جہازی نہر کا نام نہر سوئز ہے۔
۷۔ دنیا کا سب سے بڑا جزیرہ گرین لینڈ ہے جسکا رقبہ 840000 مربع میل ہے۔
۸۔ دنیا کی سب سے قیمتی دھات پلاٹونیم ہے۔
۹۔ دنیا کی سب سے بلند چوٹی کا نام ماؤنٹ ایورسٹ (کوہِ ہمالیہ) ہے جو 29048 فٹ بلند ہے۔
۱۰۔ دنیا کے سب سے ٹھنڈے ریگستان کا نام صحرائے گوبی (منگولیا) ہے
۱۱۔ دنیا کا سب سے بڑا عجائب گھر نیویارک (امریکہ) میں ہے۔

پانی پینے کا سنّت طریقہ

- پانی پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھیں۔
- پانی کے برتن کو سیدھے ہاتھ سے پکڑیں۔
- پانی کو دیکھ کر پیئیں۔
- پانی تین سانسوں میں پیئیں۔
- برتن یا گلاس سے منہ ہٹا کر سانس لیں۔
- پانی ہمیشہ بیٹھ کر پیئیں۔
- پانی پیتے وقت منہ قبلہ رخ ہونا چاہیے۔
- پانی پینے کے بعد الحمدللہ کہیں۔

لطائف

ہما کوثر یوسف
کراچی

- ایک صاحب کے تین نوکر تھے انکے نام تھے۔

"کھارا" "باسی" "مہنگا"

ایک دن ان صاحب کے گھر مہمان آئے۔ ان صاحب نے مہمان سے پوچھا کیا پیئیں گے؟

مہمان بولے: بس جی پانی پلوا دیجئے۔

ان صاحب نے آواز دیکر کہا۔

"کھارا" پانی لاؤ۔

مہمان گھبرا کر بولے "نہیں چھوڑیے بس ٹھیک ہے"

میزبان بولے: اچھا کھانا لیجئے۔

مہمان خاموش ہو گئے تو انہوں نے اپنے دوسرے نوکر کو آواز دیکر کہا "باسی" کھانا لاؤ" مہمان اب تو اور بھی گھبرا گئے اور بولے جی رہنے دیجئے میں چلتا ہوں۔

صاحب نے تیسرے نوکر کو آواز دیکر کہا "مہنگا" رکشہ لاؤ

مہمان جھلا کر بولے۔

چھوڑیئے جی میں پیدل چلا جاؤں گا۔

- ایک صاحب اپنی بیٹی کو لینے ہوائی اڈے پر گئے جو لندن سے پانچ سال بعد واپس آرہی تھی وہ اسے گھر لا رہے تھے راستے میں پوچھا "بیٹی" لندن جانے سے پہلے تم مجھے پاپا کہتی تھیں مگر اب تم مجھے ڈیڈی کہتی ہو کیا وجہ ہے؟

بیٹی نے جواب دیا

ڈیڈی "پاپا" کہنے سے میری لپ اسٹک خراب ہو جاتی ہے"

(ھما کوثر یوسف)

- ایک سہیلی دوسری سہیلی سے بولی۔

ہماری ساری باتیں ہمسائے سنتے ہیں۔

دوسری نے مشورہ دیا کہ درمیان میں دیوار بنوا دو تو وہ جھٹ سے بولی۔

اللہ کے لیے یہ کیوں کہتی ہو؟ دیوار بننے کے بعد میں ان کی باتیں کیسے سنوں گی۔

(ہما یوسف)

Scanned with CamScanner

اِمتحانی بُخار

ثاقب ذکی
ولد محمد ذکی احمد

"یہ بیماری ہماری طالب علم برادری میں بہت مقبول ہے آج میں آپکو اس بیماری کی علامت علاج اور پرہیز بتاتا ہوں"

علامات : اسکے اثرات امتحان کی ڈیٹ شیٹ سے بننے اور نشر ہوتے ہی سامنے آنے شروع ہوجاتے ہیں طالبِ علم تنہائی پسند ہوجاتا ہے کتابوں کو دیکھکر ہول آتا ہے سر چکرانے لگتا ہے جی گھبراتا ہے اسکی ایک علامت یہ بھی ہے کہ طالب علم زیادہ چائے نوشی کرتا ہے اور اس مرض کی ایک خاص نشانی ہے کہ مریض عموماً چڑچڑا ہوجاتا ہے اور اپنے ساتھی مریضوں کے ساتھ بیٹھکر اپنے استاد کو اپنی بیماری کا مورد الزام ٹھہراتا ہے اور ماضی کو بہتر خیال کرتا ہے۔

علاج : تیماردار کو چاہیئے کہ مریض کو نصابی کتب کے قریب بھی بھٹکنے نہ دیں خلاصے گائیڈز ٹیسٹ پیپرز ان کے مفید ٹانک ہیں اور اگر طبیعت زیادہ خراب ہو تو ان کو گیس پیپرز لیکر دیں اور ٹیوشن بھی ایک بہترین علاج ہے۔ امتحان کی رات فوٹو اسٹیٹ نہیں مائیکرو اسٹیٹ کے پھرّے تیار بازو پر باندھ دیئے جائیں موزوں میں رکھ دیئے جائیں۔ چور جیبوں میں ٹھونس دیئے جائیں۔

پرہیز : پرہیز اس بیماری میں ناممکن ہے لیکن اگر یہ تدابیر اختیار کرلی جائیں تو نتیجہ سودمند نکل سکتا ہے۔

۱۔ ماحول مریض کے مزاج پر منحصر ہے اگر مزاج شریف کو تفریح راس آسکتی ہے تو ٹی وی وغیرہ کا انتظام کریں اگر امتحان زیادہ قریب ہوں تو مریض کو آدھی رات تک پڑھنے کی اجازت دیں کہ

نہ گھبرا کثرتِ غم سے حصول کامرانی ہیں۔
کہ شاخِ گل پہ پھول آنے سے پہلے خار آتے ہیں

۲۔ چند ناداں یہ کہتے ہیں کہ اس بیماری سے بچنے کا صحیح اور موثر طریقہ یہ ہے کہ شروع سال سے محنت کروائی جائے تو آپ کو اس بیماری سے واسطہ ہی نہیں پڑے گا۔

آپ کا کیا خیال ہے؟

Scanned with CamScanner

غزل

نازنین محمد احمد
یوپی سوسائٹی

کچھ لوگ یہاں ناکام ہوئے کچھ لوگ یہاں مقبول ہوئے
کچھ کچی کلیاں ٹوٹ گئیں کچھ غنچے کھل کر پھول ہوئے

کچھ دامن اسے سمٹے تھے محروم رہے جو اشکوں سے
کچھ دامن بھر کشتی دل یوں پھیل گئے مستول ہوئے

خوشیوں کی ترنگیں اُٹھیں تو رزکار فضا میں ڈوب گئیں
جو نغمے بہ ہسر غم اٹھے وہ دنیا میں مقبول ہوئے

اے خالق غم سوچا بھی کبھی اک غم سے ہماری دنیا میں
کتنے غنچے کھلائے ہیں کتنے چھکر دصول ہوئے

مت موت پہ رو یہ سوچ ذرا جز واپنے کل جا پہنچا
مٹی نے پھول کھلائے تھے مٹی میں شامل پھول ہوئے

اب عشرت کی شہنائی سے نالوں کی صدائیں آتی ہیں
جو صدر تھے بزم رنگیں کے مشہور ہوتے معزول ہوئے

کاوش تھی لگن بھی نغمے تھے، نہ فنکاری تھی غزلوں میں
مجبور جذبوں کے آنسو اشعار میں جو مقبول ہوئے

❀

سیرت

صائمہ ابرار

خوبصورت ملتے ہیں ہزار
خوبصورت ملتے ہیں لاتعداد
مت دیکھو "صورت"
اصل چیز تو ہے "سیرت"
وقت آنے پر صورت مرجھا جائے گی
مگر سیرت کھل جائیگی
صورت کچھ نہ کر پائے گی
سیرت اصل کام دکھا جائے گی
یارو مت دیکھو صورت
اصل چیز تو ہے سیرت

زندگی کیا ہے؟

(صائمہ ابرار)

یہ زندگی — غموں اور خوشیوں کا مجموعہ جو کہیں خوشیاں تقسیم کر رہی ہے اور کہیں غم زندگی میں سب سے ملو چاہے کوئی اپنا ہو یا پرایا، دوست سب کو بناؤ کیونکہ یہ آزادی اس دنیا میں حاصل ہے آخرت میں کوئی کسی کو نہ پہچان سکے گا۔ اپنی بھلائی کے ساتھ دوسروں کی بھلائی بھی چاہو کیونکہ زندگی بڑی مختصر ہے جبکہ قبر کی زندگی بڑی طویل ہے ہر وقت انسان کو آواز دیتی ہے کہ اے انسان تو دنیا میں آخرت کے لئے کچھ کر لے ورنہ میں سانپوں اور بچھوؤں کا گھر ہوں۔

ناپائیدار چیز

صائمہ ابرار

حسن — دنیا کی بہت سی ناپائیدار چیزوں میں سے ایک ہے۔ انسان کی خوبصورتی کی حقیقت کو دیکھنا چاہیے جو انسان کے اندر ہوتی ہے۔ انسان کے کردار میں انسان کی سیرت میں اس کے عمل میں، اخلاق خلوص اور چال چلن میں ہوتی ہے۔ حسن یا ظاہری خوبصورتی جو شکل و صورت کی ہو زندگی کا ساتھ نہیں دے سکتی یہ تو وقتی طور پر تاثر دینے والی چیز ہوتی ہے ویسے بھی خوبصورت لوگوں میں وفا کم ہی پائی جاتی ہے۔

Scanned with CamScanner

گورنر سندھ جناب حکیم محمد سعید اور ڈاکٹر فرید الدین بقائی کے اعزاز میں دیئے گئے عشائیہ کی جھلکیاں

Scanned with CamScanner
CamScanner

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner
CamScanner

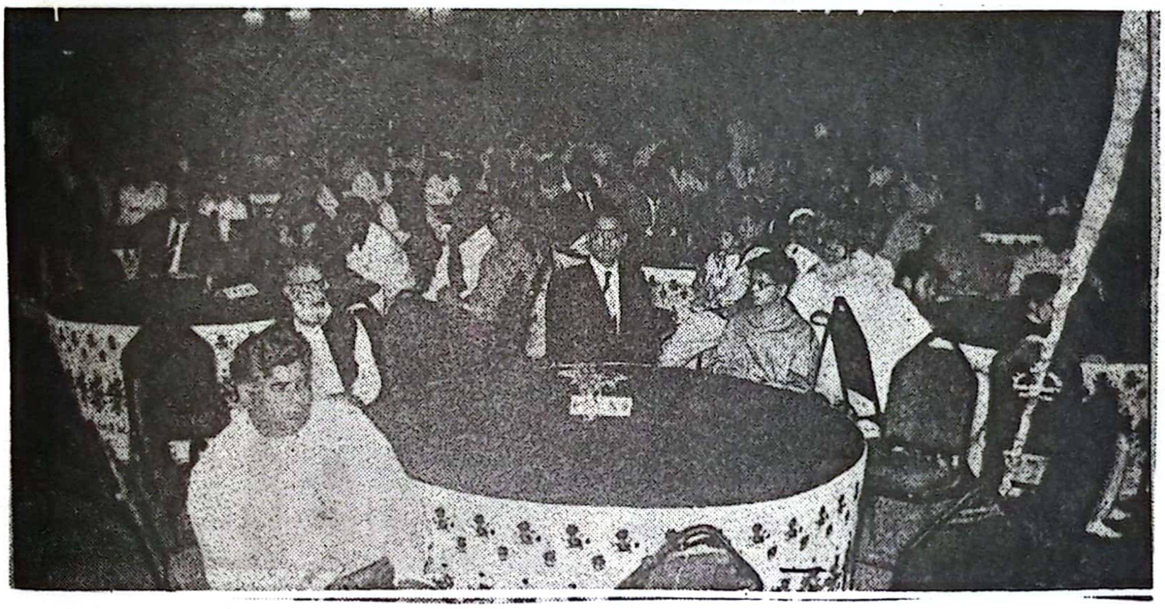

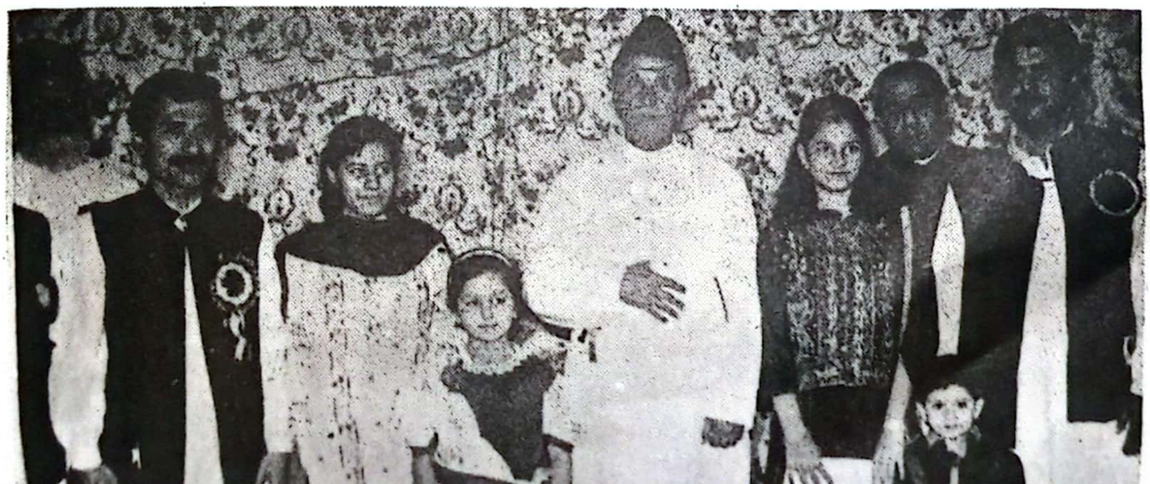

Scanned with CamScanner
CamScanner

رپورٹ اعلیٰ مجلس انتظامی

(نسیم الدین (سیکریٹری جنرل)

(نسیم الدین جنرل سکریٹری جمعیت حکیمان (دہلی) کراچی

میں جمعیت حکیمان (دہلی) کراچی کی جانب سے آج بزمِ ادب کی منعقد کردہ عید ملن کے موقع پر صدر جمعیت حکیمان (دہلی) کراچی دونوں چوہدری صاحبان اور اراکین مجلسِ انتظامی کی جانب سے عید مبارک پیش کرتا ہوں۔ اور یہاں جملہ برادری کے خواتین و حضرات کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اس امر کو باعث صد افتخار سمجھتا ہوں کہ آپ کے سامنے ۲۷ اگست ۱۹۹۳ء منتخب کردہ اعلیٰ مجلسِ انتظامی جمعیت حکیمان (دہلی) کراچی کی کاروائیوں کی رپورٹ پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ گزشتہ سال ۲۷ اگست ۱۹۹۳ء کو برادری کا عام جلسہ منعقد ہوا، جس میں برادری کے لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ جس میں جمعیت حکیمان (دہلی) کراچی کے صدر، دو چوہدری صاحبان اور ۱۴، اراکین مجلس انتظامی کا انتخاب عمل میں آیا۔ الیکشن کمشنر کے فرائض جناب رحمت الہٰی ایڈوکیٹ نے انجام دیئے۔ الیکشن کمشنر جناب رحمت الہٰی ایڈوکیٹ اور ان کی کمیٹی کی نگرانی میں انتخابات کی بخیر و خوبی تکمیل کے بعد آپ کی اعلیٰ مجلس انتظامی نے اپنے تجربے کار صدر محمد تقی کی سربراہی میں اپنی ذمے داری سنبھالی۔ یہاں میں جناب رحمت الہٰی ایڈوکیٹ اور ان کی ٹیم کو انتخابات کے سلسلے میں اپنے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے نمٹانے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ الیکشن کے سلسلے میں ان حضرات کا بلا مقابلہ انتخاب عمل میں آیا، جو مندرجہ ذیل ہیں۔

صدر: —— محمد تقی صاحب ولد محمد امین صاحب —— فون گھر 6637525

Scanned with CamScanner

چودھری صاحبان

چودھری محمد ایوب صاحب قادری ولد محمد امین صاحب فون گھر 6618492
چودھری محمد مبین صاحب ولد شریف حسین صاحب فون گھر 672462
آفس - 7732109

ممبران مجلس انتظامی

عبدالخالق صاحب ذکائی ولد محمد اشتیاق صاحب فون گھر 66 33004
آفس - 7731455

〃 〃 〃 ظفر احمد صاحب ولد حافظ عبدالشکور صاحب فون 6643714 گھر
آفس 747331
〃 〃 〃 نسیم الدین صاحب ولد
نسیم الدین صاحب ولد احمد دین صاحب - فون گھر - 6637781
آفس 735778
〃 〃 〃 امیر حسین جیلانی صاحب ولد ابوالحسن صاحب - فون 6637137 گھر
آفس 746002

〃 〃 〃 انعام الدین صاحب ولد حاجی ممتاز الدین صاحب فون گھر 6634301
آفس 629222
〃 〃 〃 محمد عارف بقائی صاحب ولد حکیم محمد صدیق صاحب فون 681852 گھر
〃 〃 〃 محی الدین بقائی صاحب ولد نظام الدین صاحب فون 6808755 گھر
〃 〃 〃 ذکی احمد ذکائی صاحب ولد محمد احمد ذکائی صاحب فون 4946910 گھر
آفس - 7212234
〃 〃 〃 امتیاز الدین بقائی صاحب ولد نجم الدین بقائی صاحب فون 6634426 گھر
آفس 1299763
〃 〃 〃 محمد احمد صاحب ولد حاجی محمد سعید صاحب فون 7213399 گھر
آفس - 748950
〃 〃 〃 انیس احمد صاحب ولد محمد سعید صاحب فون 6805433 گھر
آفس - 2431637
〃 〃 〃 روشن اختر صاحب ولد ظفر احمد صاحب فون - 6644628 گھر
آفس - 745213
〃 〃 〃 سلیم احمد صاحب ولد ضمیر احمد صاحب فون - 6646393 گھر
آفس - 2437393
〃 〃 〃 منظر اختر فریدی صاحب ولد مقبول اختر فریدی صاحب فون 6646393 گھر
آفس - 2437393

جمعیت حکیمان (دہلی) کراچی کی نومنتخب مجلس انتظامی کا پہلا جلسہ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۹۳ء کو احباب صادق ہال واقع بلاک ڈی نارتھ ناظم آباد میں زیر صدارت محمد تقی صاحب منعقد ہوا - جس میں مندرجہ ذیل عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا -

جمعیت حکیمان (دہلی) کراچی کی نومنتخب مجلس انتظامی کا پہلا جلسہ مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۹۳ء کو احباب صادق ہال

واقع بلاک D ناظم آباد میں بہ صدارت محمد تقی صاحب منعقد ہوا۔
جس میں مندرجہ ذیل عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا۔
نائب صدر۔ عبدالخالق ذکائی صاحب، جنرل سیکرٹری : نسیم الدین صاحب، جوائنٹ سیکرٹری سلیم احمد صاحب
فنانس سیکرٹری : الحام الدین صاحب، مشیر تعلیم : مختار احمد شیخ صاحب، مشیر تجارت : محمد حسین ذکائی صاحب
مشیران انتظامیہ، منظور احمد صاحب، ناظم الدین بقائی صاحب۔
عہدیداران کے انتخاب کے بعد مندرجہ ذیل ذیلی کمیٹیوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔
۱۔ قضائیہ کمیٹی :۔ قضائیہ کمیٹی مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل ہوگی۔ چودھری محمد ایوب صاحب قادری (کنوینر)، چودھری محمد مبین صاحب، عبدالخالق ذکائی صاحب، ظفر احمد صاحب، ایڈووکیٹ محمد صاحب محمد حسین ذکائی صاحب، حافظ عزیز الرحمٰن صاحب۔
زکواۃ کمیٹی : زکواۃ کمیٹی مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل ہوگی۔ چودھری محمد ایوب صاحب قادری (کنوینر)، چودھری محمد مبین صاحب۔ منظور احمد صاحب، محمد حسین ذکائی صاحب۔ امیر حسن جیلانی صاحب، ناظم الدین بقائی صاحب۔
۳۔ تعلیمی کمیٹی :۔ روشن اختر صاحب (کنوینر) امتیاز الدین بقائی صاحب، مختار احمد شیخ صاحب۔ امیر حسن جیلانی صاحب۔ منظر اختر فریدی صاحب
۴۔ مالیاتی کمیٹی :۔ الحام الدین صاحب (کنوینر)، سلیم احمد صاحب، امیر حسن جیلانی صاحب، منظور احمد صاحب
۵۔ مردم شماری کمیٹی :۔ محمد عارف بقائی صاحب (کنوینر)، محمد حسین ذکائی صاحب، محمد مدثر صاحب، نوید اطہر صاحب۔ منظر اختر فریدی صاحب۔
۶۔ نشر و اشاعت کمیٹی۔ نسیم الدین صاحب (کنوینر) ذکی احمد ذکائی صاحب، ناظم الدین بقائی صاحب نوید اطہر صاحب، منظر اختر فریدی صاحب
۷۔ شفاخانہ کمیٹی :۔ چودھری محمد مبین صاحب (کنوینر) محمد امین صاحب، جواد حسین ذکائی صاحب۔ امتیاز الدین بقائی صاحب، انیس احمد صاحب، منظور احمد صاحب۔
۸۔ مردم شماری کمیٹی :۔ محمد عارف بقائی صاحب۔ (کنوینر) نوید اطہر صاحب۔ مدثر صاحب منظر اختر فری صاحب، محمد حسین ذکائی صاحب۔

اعلیٰ مجلس انتظامی، جمعیت حکیمان (دہلی)، کراچی نے فیصلہ کیا کہ بقائی میڈیکل یونیورسٹی کو چارٹرڈ ملنے کی خوشی میں گورنر سندھ جناب حکیم محمد سعید صاحب کو اور ڈاکٹر فرید الدین بقائی صاحب کو

ان کی بین الاقوامی خدمات کے سلسلے میں ایک عشائیہ دیا جائے ۔ لہٰذا مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۹۳ء کو ایک عظیم الشان عشائیہ میں گورنر سندھ جناب حکیم محمد سعید صاحب بطور مہمانِ خصوصی تشریف لائے ۔

آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ پہلی دفعہ برادری میں بغیر چندے اپنی مدد آپ یعنی کارڈ سسٹم پر اراکین برادری کو مدعو کیا گیا ۔ جس کا برادری کے افراد نے خوش دلی جوش کے ساتھ تعاون کا مظاہرہ کیا، جس کا ثبوت اکثر لوگوں کو کارڈ دستیاب نہ ہوسکے، کارڈ کی قیمت مبلغ -/75 روپے رکھی گئی تھی ۔ اس فنکشن کو ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات نے مکمل کوریج دی ۔ اس فنکشن چرم قربانی کے سلسلے میں خدمات انجام دینے والوں کو گورنر سندھ کے ہاتھوں انعامات بھی تقسیم کئے گئے ۔

گذشتہ سال چرم قربانی جمع کرنے میں کارکردگی بہت بہتر ہوئی ۔ انشاء اللہ اس سال بھی جمعیت حکیمان دہلی کے کارکن جبکہ برادری کے افراد سے تعاون کے طلبگار ہوں گے، چرمِ قربانی کی رقم سے برادری کے غریب طلباء و طالبات تعلیم میں مالی معاونت کی جاتی ہے ۔

اسی طرح زکوٰۃ کمیٹی نے گزشتہ سالوں سے زیادہ بہتر کارکردگی دکھائی اور برادری کے افراد کی خدمت میں جاکر زکوٰۃ حاصل کی ۔ تاکہ مستحقین برادری تک مالی معاونت کی جاسکے ۔ آپ کو دیئے گئے گوشوارے سے اندازہ ہوجائے گا کہ زکوٰۃ کمیٹی کتنی فعال ہے اور کس طرح برادری کے لوگوں کی خدمت کر رہی ہے ۔

گوشوارہ

تقسیم برائے زکوٰۃ و چرم قربانی

وصول یابی برائے زکوٰۃ	4,26,295.000
وصول یابی برائے چرم قربانی	113,830.000
	5,40,125,000

تقسیم برائے مستحقین و تعلیم	101400
تقسیم برائے شادی، فرنیچر سلائی مشین	118000
تقسیم مکانات اور دیگر امداد	226682
بقایا بیلنس	4543
	5,40,125-00

Scanned with CamScanner

آخر میں میں اعزازی جنرل سیکرٹری کے طور پر اپنی ذاتی حیثیت سے مجلسِ انتظامی جمعیت حکیمان (دہلی) کراچی خصوصاً صدر جناب محمد تقی صاحب اور چوہدری صاحبان محمد ایوب قادری صاحب محمد مبین صاحب نائب صدر عبدالخالق ذکائی صاحب کا انتہائی ممنون و مشکور ہوں کہ انہوں نے بہت محبت، شفقت اور باوجود اپنی تمام تر مصروفیات کے میری ہر قدم پر حوصلہ افزائی اور رہنمائی فرمائی۔

گذشتہ سال کے دوران ہمیں اپنے لواحقین اور رشتہ داروں کی وفات کا صدمہ اٹھانا پڑا۔ اس موقع پر ہم ربّ العزت کی بارگاہ میں دعاگو ہیں کہ ان مرحومین کی مغفرت اور بخشش فرماکر اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ اور ان کے لواحقین کو ان خدمات برداشت کرنے کی ہمت اور صبرِ جمیل عطا فرمائے (آمین)

تقریباً سات ماہ کی کارکردگی آپ کے سامنے ہے اس سلسلے میں اس دوران اگر مجھ سے دانستہ یا نادانستہ کوئی کوتاہی یا لغزش ہوئی، تو میں ذاتی طور پر معذرت خواہ ہوں۔ اللہ ربّ العزت ہم سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

جنرل سیکریٹری **نسیم الدین**

جمعیت حکیمان (دہلی) کراچی

اہلِ برادری کو دلی عید مبارک پیش کرتے ہیں۔

وسیم ڈیکوریشن سروس

ہمارے یہاں نیو شامیانے قنات VIP، کرسی کشن والی، کرسی کا یا پلاسٹک VIP
نیو سامان VIP کراکری۔ رنگین چھتری خاص رعایت پر دستیاب ہے۔
شادی بیاہ دیگر تقریبات میں ہمیشہ یاد رکھیں۔

وسیم ڈیکوریشن سروس پتہ: یعقوب مارکیٹ شاپ نمبر 1
حیدری بلاک ای نارتھ ناظم آباد کراچی۔ (فون نمبر 6632626)

Scanned with CamScanner CamScanner

معاونین بزمِ ادب

محمد فہد یوسف

طیب حمید

نوید اطہر

محمد مظہر اختر فریدی

جواد یوسف

شاہد جمال

عرقِ شیریں

بچوں کی صحت کا محافظ

بچوں کے دانت نکلنے کے زمانہ میں غذا کی
ذرا سی تبدیلی سے اکثر ننھے اور شیر خوار بچوں کو نفخ (پیٹ پھولنا) پیٹ کے درد، مروڑ
قے، دست، بدہضمی کی شکایت کو دور کرتا ہے۔ پیٹ سے ریاح خارج کرتا ہے۔ غذا کو ہضم کرتا ہے۔
عرق شیریں نہ صرف بچوں بلکہ بڑوں کے لئے بھی یکساں مفید ہے۔

بی سینا یونانی لیبوریٹریز سکھر

نقالوں سے ہوشیار، ٹریڈ مارک دیکھ کر خریدیے